

ان لوگوں کو یہ ہیں نور خدا پاؤ گے ۔ لو محققین طور شہنی کا بتایا ہے

ریکوارڈ

Digitized by Khilafat Library

دنیا کے مذاہب پر نظر

نمبر ۱۱ و ۱۲

بابت نومبر و دسمبر ۱۹۲۲ء

جلد اول

فہرست مضامین

۴۹۵ تقطیل جمعہ

۴۹۹ اعجاز احمدی

۵۰۳ { یسوع کی عصمت
کے متعلق انجیل
کی تعلیم

۴۲۳ قرآن کا شیکا

۴۳۲ مسیح موعود کی تعلیم

۴۴۶ { قرآن شریف اور انجیل
کی تعلیم کا مقابلہ

۴۵۱ { قرآن شریف اور انجیل
کی دعا کا مقابلہ

انجیل امتناع اسلام قادیان نے انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں باہتمام
شیخ یعقوب علی تہاب احمدی مالک مطبع چھپوا کر ۲۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو شائع کیا



لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كُنَّا لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ

ترجمہ: ہمیں کسی مصیبت سے نہ پہنچے گا جس سے ہمیں کوئی نقص نہ ہوگا۔ ہمارا مالک اور مالک ہمارا مالک ہے۔ اور جو اللہ کا ارادہ ہوگا اس سے ہمارا کیا ہوگا۔

شکر کا مقام ہے کہ گورنمنٹ عالیہ انگریزی نے اپنی رعایا پر رحم کر کے دوبارہ طاعون سے بچانیکے لئے
ٹیکاکاکی تیجوزکی اور بندگان خداکی بہبودکی کیلئے کئی لاکھ روپیہ کا بوجھ اپنی سرپرڈال لیا وحقیقت یہ وہ
کام ہے جس کا شکر گزاری سے استقبال کرنا دشمن درعایا کا فرض ہو اور سخت ناوان اور اپنے نفس کا
وہ شخص دشمن ہے جو ٹیکاکے بارے میں بدظنی کرے کیونکہ یہ ہمارا تیجہ میں آچکا ہے کہ یہ محتاط گورنمنٹ
کسی خطرناک علاج پر عمل نہ کرنا نہیں چاہتی بلکہ بہت و تجارت کے بعد ایسے موزین جو تدریس فی الحقیقت
مضیث ثابت ہوتی ہو اسکو پیش کرتی ہے سو یہ بات اہلیت اور انسانیت کو بعید ہے کہ جس سچی خبرخواہی
کیلئے لکھو کہ ہمارو یہ گورنمنٹ خرچ کرتی ہے اور کرچکی ہو اسکی یہ داد دی جائے کہ گویا گورنمنٹ کو اس درجہ
اور صرف زر سے پائاکوئی خاص مطلب ہے رعایا بدقسمت ہو کہ بدظنی میں اس رعبہ تک پہنچ جائے کہ شیک
نہیں کہ اس وقت تک جو تدریس عالم اسباب میں اس گورنمنٹ عالیہ کے ماتھے آئی وہ بڑی سے بڑی
اور اعلیٰ سے اعلیٰ تدریس ہے کہ ٹیکاکرنا جائے اس سے کی طرح انکار نہیں ہو سکتا کہ یہ تدریس مفید
پائی گئی ہے اور پابندی رعایت اسباب تمام رعایا کا فرض ہے کہ اس پر کاربند ہو کہ وہ نعم جو گورنمنٹ
کو انکی جانوں کیلئے ہے اس سے اسکو سکبدوش کریں لیکن ہم بڑے ادب سے اس شخص گورنمنٹ
کی خدمتیں عرض کرتے ہیں کہ اگر ہمارے لئے ایک آسمانی روک نہ ہوتی تو رب سے پہلے رعایا میں سے
ہم ٹیکاکر لیتے اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے

ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھا دیں سو دس مچھو مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چا دیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کمال پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محسوس جائیگا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلاوے لیکن وہ جو کمال طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کیلئے مت دلگیر ہو جو حکم الہی ہے جسکی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کیلئے اور ان سب کے لئے جو ہماری گھر کی پیار دیوار میں رہتے ہیں ٹیکا کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ جیسا میں اپنی بیان کر چکا ہوں آج سے ایک مدت پہلے وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے جس کے علم اور تصرف کوئی چیز باہر نہیں اُس نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ میں ہر ایک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چا دیوار میں ہوگا بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دستکش ہو کر پورے اخلاص اور اطاعت اور انکسار سے سلسلہ معیت میں داخل ہو اور خدا کے احکام اور اس کے مامور کے ساتھ کسی طور سے منکر اور سرکش اور مغرور اور غافل اور خود سر اور خود پسند نہ ہو اور عملی حالت موافق تعلیم رکھتا ہو اور اس نے مجھے مخاطب کر کے یہ بھی فرمادیا کہ عموماً قادیان میں سخت بربادی انگن طاعون نہیں آئیگی جس سے لوگ کتوں کی طرح مرین اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جائیں اور عموماً تمام لوگ اس عذاب کے گودہ کتے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے مگر ایسے لوگ نہیں ہیں جو اپنے عہد پر پورے طور پر قائم نہیں یا انکی نسبت کوئی وجہ مخفی جو خدا کے علم میں ہو ان پر طاعون وارد ہو سکتی ہے مگر انجام کار لوگ تعجب کی نظر سے اقرار کریں گے کہ نسبتاً و مقابلتہ خدا کی حمایت اس قوم کے سامنے ہے اور اس نے خاص رحمت سے ان لوگوں کو ایسا بچایا ہے جسکی نظیر نہیں اس بات پر بعض نادان چونک پڑیں گے اور بعض منہیں گے اور بعض مجھے دیوانہ قرار دیں گے اور بعض حیرت میں آئیں گے کہ کیا ایسا خدا موجود ہے جو بغیر رعایت اسباب کے ہی رحمت نازل کر سکتا ہے اسکا جواب یہی ہے کہ ہاں بلاشبہ ایسا قادر خدا موجود ہے اور اگر وہ ایسا نہ ہوتا تو اس سے تعلق رکھنے والے زندہ ہی مرجھاتے وہ عجیب و غریب اور اسکی پاک قدسین عجیب ہیں ایک طرف نادان مخالفوں کو اپنے دوستوں پر کتوں کی طرح مسلط کرتا ہے اور ایک طرف فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ ان کی خدمت کریں ایسا ہی جب

دنیا پر اسکا غضب تو فی ہوتا ہے اور اسکا قہر ظالموں پر جوش مارتا ہے تو اسکی آنکھیں اسکو خاص
لوگوں کی حفاظت کرتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو اہل حق کا کارخانہ و رحم برہم ہو جاتا اور کوئی اونکو
شناخت نہ کر سکتا۔ اسکی قدرتیں بے انتہا ہیں مگر تقدیر یقیناً لوگوں پر ظاہر ہوتی ہیں جن کو یقین
اور محبت اور اسکی طرف انقطاع عطا کیا گیا ہے اور نفسانی عادتوں سے باہر کئے گئے ہیں انہیں
کے لئے خارق عادت قدرتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے مگر خارق عادت
قدرتوں کے دکھلانے کا انہیں کیلئے ارادہ کرتا ہے جو خدا کے لئے اپنی عادتوں کو پہاڑ تے
ہیں۔ اس زمانہ میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو اسکو جانتے ہیں اور اسکی عجائب قدرتوں پر ایمان
رکھتے ہیں بلکہ ایسے لوگ بہت ہیں جن کو ہرگز قائل نہ ہوں کہ ایمان نہیں جبکی آواز کو ہر ایک چیز سنتی ہے
جسکے آگے کوئی بات آن ہوتی نہیں۔ اس جگہ یاد رہے کہ اگرچہ طاعون وغیرہ امراض میں علاج کرنا
گناہ نہیں ہے بلکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ کوئی ایسی مرض نہیں جسکے لئے خدا نے وہاں نہیں
کی لیکن میں اس بات کو معصیت جانتا ہوں کہ خدا کے اس نشان کو ٹیکاکے ذریعہ پر مشتبہ کر دوں
جس نشان کو وہ ہمارے زمین پر صفائی سے ظاہر کرنا چاہتا ہے اور میں اسکے سچے نشان اور سچے وعدہ کی
ہتکانت کر کے ٹیکاکے طرف رجوع کرنا نہیں چاہتا اور اگر میں ایسا کروں تو یہ گناہ میا قبال ہوا خذہ ہوگا
کہ میں خدا کے اس وعدہ پر ایمان نہ لایا جو مجھ سے کیا گیا اور اگر ایسا ہو تو میرے لئے مجھے شکر گزار اسطریق کا
ہونا چاہئے جس نے نسخہ ٹیکاکا نکالا نہ خدا کا شکر گزار جس نے مجھ کو وعدہ دیا کہ ہر ایک جو اس طرہ پر
کے اندر ہے میں اسے بچاؤں گا۔

میں نصیرت کی راہ سے کہتا ہوں کہ اس قیاد خدا کے وعدہ سچے ہیں اور میں آئیوا سے
دونوں کو ایسا دیکھتا ہوں کہ گویا وہ آپکے ہیں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ کا
اصل مقصد یہ ہے کہ کسی طرح طاعون سے لوگ نجات پادیں اور اگر گورنمنٹ کو آئندہ کیسوقت
طاعون ہو نجات پانیکے لئے ٹیکاکے بہتر کوئی تدبیر ملجائے تو وہ خوشی سے اسی کو قبول کر گئی اس
صورت میں ظاہر ہے کہ یہ طریق جس پر خدا نے مجھے جلائی ہے اس گورنمنٹ عالیہ کے مقاصد کے
برخلاف نہیں ہے اور آج سے بیس برس پہلے اس بلادر عظیم طاعون کی نسبت میری کتاب میں
میں بطور پیشگوئی یہ خبر موجود ہے اور اس سلسلہ کے لئے خاص برکات کا وعدہ ہی موجود ہے۔ دیکھو براہین احمدیہ

صفحہ ۵۱۸ و صفحہ ۵۱۹۔ پہرہ سوا اسکے پیڑے زور سے خدا تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی ہو کہ خدا میرے گھر کے احاطہ کے اندر نخلص لوگوں کو جو خدا کے سامنے اور اس کے سامنے گھر نہیں کرتے بلا کر طاعون سے نجات دیگا اور نسبتاً و مقابلتہ اس سلسلہ پر اسکا خاص فضل ہوگا گو کسی کی ایمانی قوت کے ضعف یا نقصان علیٰ اجل مقدر یا کسی اور وجہ سے جو خدا کے علم میں ہو کوئی شاذ و نادر کے طور پر اس جماعت میں ہی کہیں نہ جائے سو شاذ و نادر حکم معدوم کا کہنا ہے ہمیشہ مقابلہ کے وقت کثرت و کمی جاتی ہے جیسا کہ گورنمنٹ نے خود تجربہ کر کے معلوم کر لیا ہے کہ ٹیکا طاعون کا لگانا بولے بہ نسبت دوسروں کے بہت ہی کم مرتے ہیں پس جیسا کہ شاذ و نادر کی موت ٹیکا کے قدر کو کم نہیں کر سکتی ہی طرح اس نشان پر اگر مقابلتہ بہت ہی کم درجہ پر قادیان میں طاعون کی وارداتیں ہوں یا شاذ و نادر کے طور پر اس جماعت میں سے کوئی شخص اس مرض سے گزر جائے تو اس نشان کا مرتبہ کم نہیں ہوگا وہ الفاظ جو خدا کی پاک کلام سے ظاہر ہوتے ہیں انکی پابندی سے یہ پیشگوئی لکھی گئی ہے عقلمند کا کام نہیں ہے کہ پہلے سے اسکی باتوں پر شبہ کرے یہ خدا کا کلام ہے نہ کسی منجم کی باتیں۔ یہ روشنی کی چشم سے ہر تاریکی کی شکل سے یاسکا کلام ہے جس نے طاعون نازل کی اور جو اسکو دور کر سکتا ہے۔ ہماری گورنمنٹ بلاشبہ اس وقت اس پیشگوئی کا قدر کرے گی جبکہ دیکھ گئی کہ یہ حیرت انگیز کیا کام ہوا کہ ٹیکا لگانے والوں کی نسبت یہ لوگ عافیت اور صحت میں رہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اس پیشگوئی کے مطابق کوئی اصل برابر میں بائیں آریں سے شہرت پار ہی ہے ظہور میں نہ آیا تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں میرے منجانب اسد ہونیکا یہ نشان ہوگا کہ میرے گھر کے چار دیوار کے اندر نہ ہو دالے نخلص لوگ اس بیماری کی موت سے محفوظ رہیں گے اور میل تمام سلسلہ نسبتاً و مقابلتہ طاعون کے حملہ سے بچا رہے گا اور وہ سلامتی جو انہیں پائی جائیگی اسکی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں ہوگی اور قادیان میں طاعون کی خوفناک آفت جو تباہ کر دے نہیں آئیگی الا کم اور شاذ و نادر کا شش اگر یہ لوگ دلوں کے سیدھے ہوتے اور خدا سے ڈرتے تو بالکل بچائے جاتے۔ کیونکہ مذہب کے اختلاف کی وجہ سے دنیا میں عذاب کسی پر نازل نہیں ہوتا اسکا مواخذہ قیامت کو ہوگا۔ دنیا میں محض شرارتوں اور شوخیوں اور کثرت گناہوں کی وجہ سے عذاب آتا ہے اور

یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ تورات کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں اور نیز یہ بھی یاد رہے کہ ہمیں اس الہی وعدہ کے مقابل اس لئے انسانی تدبیروں سے پرہیز کرنا لازم ہے تا نشان الہی کو کوئی دشمن دوسری طرف منسوب نہ کرے لیکن اگر ساتھ اسکے خدا تعالیٰ اپنی کلام کے ذریعہ سے خود کوئی تدبیر سمجھا دے یا کوئی دوا بتلا دے تو ایسی تدبیر یا دوا اس نشان میں کچھ خارج نہیں ہوگی کیونکہ وہ اس خدا کی طرف سے ہے جسکی طرف سے وہ نشان ہے کسی کو یہ دہم نہ گذرے کہ اگر شاف و نادور کے طور پر ہماری جماعت میں سے بذریعہ طاعون کوئی فوت ہو جائے تو نشان کے قدر و مرتبہ میں کوئی خلل آئیگا کیونکہ پہلے زمانوں میں موسیٰ اور یسوع اور آخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا تھا کہ جن لوگوں نے تلوے اوٹھائی اور صد ہا انسانوں کے خون کٹے ان کو تلوار سے ہی قتل کیا جائے اور یہ نبیوں کی طرف سے ایک نشان تھا جس کے بعد فتح عظیم ہوئی۔ حالانکہ بمقابل مجسمہ میں کھل حق بھی انکی تلوار سے قتل ہوتے تھے مگر بہت کم اور اس قدر نقصان سے نشان میں کچھ فرق نہیں آتا تھا پس ایسا ہی اگر شاف و نادور کے طور پر ہماری جماعت میں سے بعض کو بابت اسباب مذکورہ طاعون ہو جائے تو ایسی طاعون نشان الہی میں کچھ بھی حرج انداز نہیں ہوگی۔ کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کو ایسے طور سے ظاہر کرے گا کہ ہر ایک طالب حق کو کوئی شک نہیں رہیگا اور وہ سمجھ جائیگا کہ معجزہ کے طور پر خدا نے اس جماعت سے معاملہ کیا ہے بلکہ بطور نشان الہی کے نتیجہ یہ ہوگا کہ طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بہت بڑھے گی اور خارق عادت ترقی کرے گی اور انکی یہ ترقی تعجب سے بچی جائیگی اور مخالف جو ہر ایک موقع پر شکست پاتے رہے ہیں جیسا کہ کتاب نزول المسیح میں مینے لکھا ہے اگر اس پیشگوئی کے مطابق خدا نے اس جماعت اور دوسری جماعتوں میں کچھ فرق نہ دکھلایا تو ان کا حق ہوگا کہ میری تکذیب کریں ایک جواہر ہونے تکذیب کی ہے اس میں تو صرف ایک لعنت کو خدایا ہے مثلاً بار بار شور مچایا کہ آئیم پندرہ مہینہ کے اندر نہیں مرا۔ حالانکہ پیشگوئی نے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ اگر وہ حق کی طرف

رجوع کر لیا تو پندرہ مہینہ میں نہیں مر گیا اس نے عین جلسہ مباحثہ پر شرمغز آدمیوں کے روبرو
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہنے سے رجوع کیا اور نہ صرف یہ بلکہ اسے پندرہ مہینہ تک
 اپنی خاموشی اور خوف و اپنا رجوع ثابت کر دیا۔ اور پیشگوئی کی بناء پر یہی تھی کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کو دجال کہا تھا لہذا اس نے رجوع سے صرف اس قدر فائدہ اٹھایا کہ پندرہ مہینہ کے
 بعد مر گیا مگر گویا یہ اس لئے ہوا کہ پیشگوئی میں یہ بیان تھا کہ فریقین میں سے جو شخص اپنی عقیدہ کے
 رو سے جھوٹا ہے وہ پہلے مر گیا سو وہ مجھ سے پہلے مر گیا اسی طرح وہ غیب کی باتیں جو خدا نے مجھ
 بتلائی ہیں اور میرے وقت پر پوری ہوئیں وہ دس ہزار سے کم نہیں مگر کتاب نزول المسیح میں جو
 چھپ ہی ہے نمونہ کے طور پر صرف دس سو سو تین سے مع ثبوت اور گواہوں کے لکھی گئی ہیں۔ اور
 کوئی ایسی پیشگوئی میری نہیں ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی یا اس کے دو حصوں میں سے ایک حصہ پورا
 نہیں ہو چکا۔ اگر کوئی تلاش کرنا کرنا مر ہی جائے تو ایسی کوئی پیشگوئی جو میرے نمونہ سے نکلی ہو
 اسکو نہیں ملیگی جسکی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی مگر بے شرمی سے یا بے خبری سے جو چاہو کہ
 اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہزار نامیری ایسی کہلی کہلی پیشگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی سے
 پوری ہو گئیں جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں انکی نظیر اگر گذشتہ نبیوں میں تلاش کی جائے
 تو مجبوراں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور حکم انکی مثل نہیں ملیگی اگر میرے مخالف اسی طریق سے تفصیل کرتے
 تو کہیں سے انکی آنکھیں کھل جاتیں اور میں انکو ایک کشمیر انعام دینو کو تیار تھا اگر وہ دنیا میں کوئی نظیر
 ان پیشگوئیوں کی پیش کر سکتے محض شہادت سے یا حاکم سے کہنا کہ فلاں پیشگوئی پوری نہ ہوئی ہم مجبوراں
 اس کے کیا کہیں کہ ایسے اقوال کو خیانت اور بطنی کبیٹھ منسوب کریں اگر کسی مجمع میں اسی تحقیق کے
 لئے گفتگو کرتے تو انکو اپنے قول سے رجوع کرنا پڑتا یا جھکا کہلانا پڑتا۔ ہزار نامیشگوئیوں کا ہو بہو پورا ہونا
 اور ان کے پورا ہونے پر ہزار گواہ زندہ پائے جانا یہ کچھ تھوڑی بات نہیں ہے گویا خدا عزوجل کو
 دکھلا دینا ہے۔ کیا کسی زمانہ میں باستانائے زمانہ نبوی کے کبھی کسی نے مشاہدہ کیا کہ ہزار نامیشگوئیاں
 بیان کی گئیں اور وہ سب کی سب روز روشن کی طرح پوری ہو گئیں اور ہزار لوگوں نے ان کے پورے
 ہونے پر گواہی دی۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ ان زمانہ میں جس طرح خدا تعالیٰ قریب ہو کر ہر مورہا

اور صدرا اسو غریب اپنے بندہ پر کھول رہا ہے اس مانہ کی گذشتہ زمانوں میں بہت ہی کم مثال
 ایسی۔ لوگ غریب و یکہ لیشکے کہ اس مانہ میں خدا تعالیٰ کا چہرہ ظاہر ہوگا گویا وہ آسمان سے
 اتر چکا اس نے بہت مدت تک اپنی تین چھپائے رکھا اور انکار کیا گیا او چپ رہا لیکن وہ اب نہیں
 چھپائیگا اور دنیا اس کی قدرت کے وہ نمونے دیکھے گی کہ کبھی ان کے باپ دادا نے نہیں
 دیکھے تھے یہ سب ہوگا کہ زمین بگڑ گئی اور آسمان زمین کے پیدا کر نیوالے پر لوگوں کا ایمان نہیں
 ہو مٹوں پر اس کا ذکر ہے لیکن دل اس پر گئے ہیں اس لئے خدا نے کہا کہ اب میں دنیا آسمان اور
 نئی زمین بناؤں گا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ زمین مگر گئی یعنی زمینی لوگوں کے دل سخت ہو گئے
 گویا مگر گئے کیونکہ خدا کا چہرہ ان سے چھپ گیا اور گذشتہ آسمانی نشان سب بطور قصور کے ہو گئے
 سو خدا نے ارادہ کیا کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بنا دے۔ وہ کیا ہے نیا آسمان؟ اور کیا نئی
 نئی زمین؟ نئی زمین وہ پاک دل ہیں جن کو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے جو خدا سے
 ظاہر ہوئے اور خدا ان سے ظاہر ہوگا۔ اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اسکے بند
 کے ہاتھ سے اسی کے اذن سے ظاہر ہو رہے ہیں لیکن افسوس کہ دنیا نے خدا کی اس نئی تجلی سے
 دشمنی کی۔ ان کے ہاتھ میں مجر قصوں کے اور کچھ نہیں اور ان کا خدا ان کے اپنے ہی تصورات ہیں
 دل ٹھٹھ میں اور متین تھکی ہوئی ہیں اور انہوں پر پر ہیں۔ دوسری قومیں تو خود حقیقی خدا کو
 کہہ بیٹھی ہیں ان کا کیا ذکر ہے۔ جنہوں نے انسان کے بچوں کو خدا بنا لیا مسلمانوں کا حال دیکھو
 کہ وہ کس قدر اس سے دور ہو گئے ہیں سچائی کے پکے دشمن ہیں راہ راست کے جانی دشمن کی طرح
 مخالف ہیں مثلاً مذوۃ العلماء نے اسلام کیلئے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اور یا انہیں حجاز اسلام
 لاہور جو اسلام کے نام پر مسلمانوں کا مال لیتی ہے کیا یہ لوگ خبر خواہ اسلام ہیں؟ کیا
 یہ لوگ صراطِ مستقیم کی حمایت کر رہے ہیں؟ کیا ان کو یاد ہے کہ اسلام کن مصیبتوں کے
 نیچے کھلا گیا اور دوبارہ تازہ کرنے کے لئے خدا کی عادت کیا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر میں آیا
 ہوتا تو ان کے اسلامی حمایت کے دعویٰ کی بقدر قابل قبول ہو سکتے لیکن اب یہ لوگ خدا کے
 الزام کے نیچے ہیں کہ حاکم کا دعویٰ کر کے جب آسمان سے تارہ نکلا تو سب پہلو منکر ہو گئے

اب وہ اوس خدا کو کیا جواب دینگے جس نے عین وقت پر بھیجا ہے مگر انکو تو کچھ پرواہ نہیں
 آفتاب دوپہر کے نزدیک آگیا اپنی ان کے نزدیک اسے۔ خدا کا چشمہ پھوٹ پڑا
 مگر ابھی وہ بیابان میں رو رہے ہیں اس کے آسمانی علوم کا ایک دریا چل رہا ہے لیکن ان
 لوگوں کو کچھ بھی خبر نہیں۔ اس کے نشان ظاہر ہو رہے ہیں لیکن یہ لوگ بالکل غافل ہیں اور
 نہ صرف غافل بلکہ خدا کے سلسلے سے دشمنی رکھتے ہیں۔ پس یہی حمایت اسلام اور ترویج اسلام
 اور یسایہ سلام ہے جو ان کے ہاتھوں ہو رہی ہے۔ مگر کیا یہ لوگ اپنی روگردانی سے خدا کے
 سچے ارادہ کو روک دینگے جو ابتداء سے تمام نبی اس پر گواہی دیتے آئے ہیں۔ نہیں بلکہ خدا کی
 پیشگوئی محقر یہ سچی ہونیوالی ہے کہ کتب اللہ لا غلبت انا ورسلی خدا نے جیسا کہ
 آج سے دس برس پہلے اپنے بندہ کی تصدیق کے لئے آسمان پر رمضان میں خسوف کو فیا
 اور نیر النہار اور نیر اللیل کو میرے لئے گواہ بنا کر دو نشان ظاہر فرمائے۔ ایسا ہی اوس نے
 نبیوں کی پیشگوئی کے موافق زمین پر بھی دو نشان ظاہر کئے۔ ایک وہ نشان جب کو تم قرآن شریف
 میں پڑھتے ہو وَاِذَا الْعِشَاءُ سَطَّتْ اور حدیث میں پڑھو وَلِیْزِکْزِ الْفَلَاحُ فَلَا یَسْخَرُ
 عَلَیْهَا جَبَلٌ یَّجَالُ کَبَلٌ ارض حجاز میں یعنی مدینہ اور مکہ کی راہ میں ریل ہی طیار ہو رہی ہے۔
 دوسرا نشان۔ طاعون کا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ وَاَنْ مِنْ قَرْیَةٍ اِلَیْهِمْ مَہْلُکٌ
 قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَمَةِ اَوْ مَعَذٌ بَہْکَ اَشَدَّ یَدَا سُوْحَدَانِے ملک میں ریل ہی جاری کر دی اور طاعون بھی پھیل
 نازمین ہی گواہ ہو اور آسمان ہی۔ سو خدا سے مت لڑو خدا سے لڑنا بیوقوفی ہے۔ اس سے
 پہلے خدا نے جب آدم کو خلیفہ بنانا چاہا۔ تو فرشتوں نے روکا۔ مگر کیا خدا ان کے قول سے
 رُک گیا۔ اب خدا نے دوسرا آدم پیدا کر نیکی وقت فرمایا اور دت ان استخلف
 فخلق آدم یعنی نے ارادہ کیا جو خلیفہ بناؤں پس میں اس آدم کو پیدا کیا اب بتلاؤ کہ کیا تم
 خدا کے ارادہ کو روک سکتے ہو پس کیوں تم ظنی باتوں کا خس خاشاک پیش کرتے ہو اور یقین کی
 راہ اختیار نہیں کرتے۔ امتحان میں پڑو یقیناً یاد رکھو کہ خدا کے ارادہ کو روکنے والا کوئی
 نہیں اس قسم کی لڑایاں تقویٰ کا طریق نہیں البتہ اگر شک ہو تو یہ طریق ہو سکتا ہے کہ جیسا کہ

مین نے خدا سے اہام پا کر ایک گروہ انسانوں کے لئے جو میرے قول پر چلنے والے ہیں عذاب طاعون سے بچنے کیلئے خوشخبری پائی ہے اور اسکو شائع کر دیا ہے ایسا ہی اگر اپنی قوم کی بہلائی آپ لوگوں کے دل میں ہے تو آپ لوگ بھی اپنے ہم مذہبوں کیلئے خدا تعالیٰ سے نجات کی بشارت حاصل کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہیں گے اور اس بشارت کو میری طرح بذریعہ چپے ہوئی اشتہاروں کے شائع کریں تا لوگ سمجھ لیں کہ خدا آپ کے ساتھ ہے بلکہ یہ موقعہ عیسائیوں کیلئے ہی بہت ہی خوب ہے وہ ہمیشہ کہتے ہیں کہ نجات مسیح سے ہے پس اب انکا بھی فرض ہے کہ ان مصیبت کے دنوں میں عیسائیوں کو طاعون سے نجات دلا دیں ان تمام فرقوں سے جسکی زیادہ سنی گئی وہی مقبول ہے۔ اب خدا نے ہر ایک کو موقعہ دیا ہے کہ خواہ مخواہ زمین پر مسابحات نہ کریں اپنی قبولیت بیکر و کھلا دیں تا طاعون بھی بچیں اور انکی سچائی بھی کھل جائے بالخصوص پادری صاحبان جو دنیا اور آخرت میں مسیح اس کی کم کو ہی سچی قرار دے چکے ہیں وہ اگر دل سے ابن مریم کو دنیا و آخرت کا مالک سمجھتے ہیں تو اب عیسائیوں کا حق ہے کہ ان کے کفارہ سے نمونہ نجات دیکھ لیں اس طرح پر گورنمنٹ عالیہ کو بھی بہت آسانی ہو سکتی ہے کہ برٹش انڈیا کے مختلف فرقے جو اپنے اپنے مذہب کی سچائی پر ہر دھارکتے ہیں اپنے گروہ کے چہرے کے لئے اور طاعون سے نجات کیلئے یا منتظام کریں کہ اپنے اس خدا کے خیر وہ ایمان رکھتے ہیں یا اپنے کسی اور معبود سے جسکو انہوں نے بجائے خدا سمجھ لیا ہے ان مصیبت کی شفاعت کریں اور اس کوئی نچتہ وعدہ لیکر اشتہارات کے ذریعہ شائع کر دیں جیسا کہ ہم یہ اشتہار شائع کر دیا ہے۔ ہمیں تو سر ہر مخلوق کی بہلائی اور اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت ہے اور نیز گورنمنٹ کی مدد سے گورنمنٹ بجز اس کے کیا چاہتی ہے کہ اسکی رعایا طاعون کی بلا سے بچ جائے گو کسی طرح بچ جائے۔ بالآخر یاد رہے کہ ہم اس اشتہار میں اپنی جماعت کو جو مختلف حصوں پنجاب اور ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے ٹیکا لگوانے سے منع نہیں کرتے جن لوگوں کی نسبت گورنمنٹ کا قطعی حکم ہو انکو ضرور ٹیکا کرانا چاہئے اور گورنمنٹ کے حکم کی اطاعت کرنی چاہئے اور جبکہ اپنی رضامندی پر چھوڑا گیا ہے اگر وہ اس تعلیم پر پورے قائم نہیں ہیں جو انکو دی گئی ہے تو ان کو بھی ٹیکا کرنا مناسب ہے تا وہ ٹھوکر نہ کھا دیں اور تا وہ اپنی خراب حالت کی وجہ سے خدا کے وعدہ کی نسبت لوگوں کو دھوکا دیں اور اگر

یہ سوال ہو کہ وہ تعلیم کیا ہے جسکی پوری پابندی طاعون کے حملہ سے بچا سکتی ہے تو میں بطور مختصر
چند سطریں نیچے لکھ دیتا ہوں

تعلیم

واضح رہے کہ صرف زبان و بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جسکی نل کی غمیت سے اس پر پورا پورا
عمل نہ ہو پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میری گہر میں داخل ہو جاتا ہے جسکی نسبت خدا
کی کلام میں یہ وعدہ ہے اف احفظ کل من فوالدان یعنی ہر ایک جے تیرے گہر کی چار دیواری کے اندر ہو میں
اوسکو بچاؤں گا اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گہر کے اندر ہیں جو میری اس خاک خوش
کے گہر میں بود و باش کہتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری سپردی کرتے ہیں میری روحانی گہر میں داخل
ہیں سپردی کر نیکی لکھتے ہیں کہ وہ یقین کریں کہ اسکا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہی
جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے نہ وہ کسید کا بیٹا نہ کوئی اسکا بیٹا وہ دیکھ کر اٹھانے اور صلیب
پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے
کے وہ دور ہے اور باوجود ایک ہونے کے اسکی تجلیات الگ الگ ہیں انسان کی طرف سے جب ایک نئے
رنگ کی تبدیلی نمودار ہوتی ہے تو اسکے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اس سے
معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ
تغیر آتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال نام رکھتا ہے لیکن انسانی تغیرات کے وقت سبب نیکی
کی طرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اسپر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک تہ تی
یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک تہ تی کے ساتھ
ظاہر ہوتی ہے وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھانا ہے جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی
ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اسپر ایمان لاؤ اور اپنے
نفس پر اور اپنے آراؤں پر اور گسکے کل تعلقات پر اوسکو مقدم رکھو اور عملی طور پر یہاں دہری کے ساتھ
اسکی راہ میں صدق و وفا دلاؤ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اوسکو مقدم نہیں رکھتی مگر تم
اسکو مقدم رکھو تا تم آسمان پر جات لکھو جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھانا تا قیوم سے خدا کی عادت ہے۔

مگر تم اس حالت میں اس عذت کو حصہ کئے ہو کہ تم میں اور ہمیں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اسکی مرضی اور تمہاری خواہشیں اسکی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مرادیاں اور نامرادی میں اسکے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اسکی رضا کا طاب ہو جائے اور اسکی قضاء و قدر پر ناراض نہ ہو سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور یہی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری تبتی کا ذریعہ ہے اور اسکی توجہ میں پرہیزانیکے لئے اپنی تمام طاقت کو کوشش کرو اور اسکے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ماتہ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بہلائی کیلئے کوشش کرنے رہو اور کسی تیرکبر نہ کرو گوا اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گودہ گالی دیتا ہو غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد و بخاؤ تا قبول کئے جاؤ بہت میں جو ظلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بہتر تھے بہت میں جو اوپر صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں سو تم اسکی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک ہو جائے ہو کہ چوٹوں پر رحم کرو نہ انکی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے انکی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی حدت کرو نہ خود پسندی سے اپنے خیر ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پیشکش نہ کرو اور اپنے مولے کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل بدھشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اسکے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے چاہو کہ ہر ایک صبح تمہاری لئے گواہی دی کہ تم تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دہوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور چیر پڑتی ہے اسکی دونوں جہانوں میں بجھکتی کر جاتی ہے تم ریاکاری کیساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اسکی انہن کے پائال تک نظر ہے کیا تم اسکو دھوکا دے سکتے ہو پس تم سیدھی ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھر سے ہو جاؤ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری خوشی کو دور کر دیگی۔

اور اگر تمہاری کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریاء ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لیکر اپنے تئیں ہو کہ دو کہ جو چہم ہو کر ناتواں کر لیا ہے کہ چونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آئے اور تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا تم اس میں جلد صلح کرو اور اپنے بہائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریعہ وہ انسان کہ جو اپنے بہائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائیگا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جاتے دو اور سچے ہو کر جو کچھ کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ نفسانیت کی فریب چھوڑ دو کہ جس سے دماغ کیلئے تم بے اختیار ہو گئے ہو یہیں سے ایک فیہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی قہرمت و شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں جانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور یہ بیان کہیں تم اگر چاہتی ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں دو دو بہائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہو جو زیادہ اپنی بہائی کے گناہ بخشا ہے اور بد بخت ہو وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف ہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ تکبر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ خائن اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہر ایک جو اسکے نام کیلئے غیرت نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کھنڈن یا چوٹیوں یا گدہ دن کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے ہر ایک ناپاک دل اس سے بچتا ہے وہ جو اسکے لئے آگ میں گرے گا سو نجات دیا جائیگا وہ جو اس کیلئے روتا ہو وہ بے گناہ۔ وہ جو اس کے لئے دنیا توڑتا ہے وہ اس کو ملیگا تم سچے دل سے اور پوری صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ ہی تمہارا دوست بن جائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنی غریب بہائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچے اس کے ہو جاؤ۔ تا وہ ہی تمہارا ہو جو دنیا پر راون بلاؤں کی جگہ پر نہیں ایک طاعون ہی ہے جو تم خدا سے صدق کیا نہ پچھا رہا وہ یہ بلائیں تم سے دور رکھو کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک انسان سو حکم ہو اور کوئی آفت وہ نہیں ہوتی جب تک آسمان سو رحم نازل ہو تمہاری عقل ہی اسی میں ہے کہ تم کچھ کو کچھ نہ سناؤ کہ نہیں دے اور نہ دے میرے عافیت نہیں ہے کہ اور نہ پرہیز کرنے سے عافیت ہے اور آخر ہی ہو گا جو خدا کا ارادہ ہو گا اگر کوئی طاقت رکھو تو لو کہ کل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے

اور تہا رہے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو جو کو طبع نہ چھو کہ تہا رہی اسی میں زندگی ہو
جو لوگ قرآن کو عزت دینگے وہ آسمان پر عزت پائینگے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو
مقدم رکھیں گے انکو آسمان پر مقدم رکھا جائیگا۔ نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر
قرآن۔ اور تمام آدمی اور دن کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ستون گوشت
کو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کیساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان
پریم نجات یافتہ کہے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنیکے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات
ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا پرست
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم امین اور تمام مخلوق میں دینیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اسکے ہم ہر تہہ
کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم تہہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کیلئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ
رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہو اور اسکے ہمیشہ زندہ رہو کیلئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے
کہ اسکے افاضہ کثیر یعنی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اسکی روحانی فیض رسانی سے
اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جسکا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کیلئے ضروری تھا کیونکہ ضرورتاً
کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جیتا کہ محمدی سلسلہ کیلئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسیٰ
کیلئے دیا گیا تھا اسی کیطرت یاتہ اشارہ کرتی ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ موسیٰ نے وہ متاع پاؤں جو کورون اولیٰ کہو چکے تھو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نے وہ متاع پاؤں جو موسیٰ کا سلسلہ کہو چکا تھا اب محمدی سلسلہ موسیٰ سلسلہ کو قائم مقام ہو کر نشان میں آئے
و جبکہ برکشیل سو موسیٰ سے بڑھ کر اور شیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر۔ اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کو لحاظ
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا جیسا کہ مسیح ابن مریم موسیٰ کے بعد
چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا۔ بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جبکہ مسلمانوں کا وہی حال تھا جیسا کہ
مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا سو **حین** اسی ہوں خدا جو چاہتا تھا
کہا ہے ناوان ہے وہ جو اس سے لڑے اور جاہل ہے وہ جو اسکے مقابل پر یا اعتراض کرے کہ یوں
نہیں بلکہ یوں چاہئے تھا۔ اور اس نے بھی چلتے ہوئے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے جو دل میں

سے ہی زیادہ بہن از انجملہ ایک طاعون ہی نشان ہے پس جو شخص مجھ سے سچی صحبت کرنا ہے اس کے
 دل سے میرا پیر و مینا ہے اور میری اطاعت میں مجھ کو اپنے تمام ارادوں کو چھوڑنا ہے وہی ہے جو ان
 آفتوں کے دلوں میں میری روح اسکی شفاعت کرے گی سو اس کے تمام گولو اچھے تین میری
 جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ **تقویٰ** کی
 راہوں پر قدم مارو گے سو اپنی پختہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو
 دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کیلئے صدق کے ساتھ پوری کرو اور ہر ایک زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ
 دے اور جب ہر فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے نیکی کو سنوار کر داکر اور یدری کو سزا
 ہو کر ترک کرو یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے ہر ایک نیکی کی
 جڑ **تقویٰ** ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل ہی ضائع نہیں ہوگا ضرور ہو کہ انواع
 سچ و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے سو خیر دار رہو ایسا ہو
 کہ تم کو کہاؤ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان پختہ تعلق ہے جب تم اپنا قصہ
 تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے اگر تمہاری مینی عزت ساری جاتی رہی تو خدا تمہیں ایک
 لاناؤں سے آسمان پر بیکار تو تم اسکو مت چھوڑو اور ضرور ہے کہ تم دیکھو جو جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے
 بے نصیب کئے جاؤ سو ان صورتوں سے تم دلگیر نہ ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم سلی
 راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے ہی تمہاری تعریف کریں تو تم مارین
 کہاؤ اور خوش ہو اور گالیان سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو تم خدا کی
 آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک کہلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں شریعت
 ہو یا بیکارہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت یا ہر بیکار و یا جا بیکار اور جس سے مرگیا اور خدا کا کچھ بگاڑ
 دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے اگرچہ سب ایسی کی مخلوق
 ہے لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے جو اسکو چیتا ہے وہ اس کے پاس آ جاتا ہے جو اس کے پاس آتا ہے
 جو اسکو عزت دیتا ہے وہ اسکو ہی عزت دیتا ہے ۴

تم اپنے دلوں کو سید ہو کر کے اور زبانوں اور کانوں کو پاک کر کے اسکی طرف آ جاؤ

میرزا محمد علی خان قزوینی

[illegible]

ان سب باتوں کے بعد یہ مین کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ جتنے ظاہری طور پر بیت کر لی
ہے ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا
دیکھو مین یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک ہر ہے اور حکومت کہاؤ۔
خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس کو چھو کاڑنا ہمیں قسط جو شخص عا کے وقت خدا کو ہر ایک بات
پر قائل نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص جھوٹ
اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں ہنسنا
ہوتا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر ہی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے
جو شخص حقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص
پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بد عملی سے یعنی شراب سو قمار بازی سے بد نظری سے
اور خیانت سے رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے تو یہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں
نہیں ہے۔ جو شخص بچکانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔
جو شخص عا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے
نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اوپر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں
نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن ہیں
ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعمید خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے
جو شخص اپنی اہلیہ اور اسکے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت
میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو اپنے اڈے خیر سے ہی محروم رکھتا ہے وہ میری
جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور دار کا گنہ بخشے اور کہنیہ پر ر
آوی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک فرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خفا
سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اس عہد کو جو اس نے بیعت کے
وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھ فی الواقع
مسیح موعود و مہدی معبود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص

امور دوزخ میں میری اطاعت کر نیکی لئے طیار تہیں ہے وہ میری جماعت میں ہی نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ان میں مان ملتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی۔ فاسق۔ شرابی۔ خونی۔ چور۔ قمار باز۔ جاٹن۔ مرنشی۔ غاصب ظالم۔ دروغگو۔ جھلسا زور ان کا ہم نشین اور اپنے بہاٹیوں اور بھینوں تہمتیں لگانا والا جو اپنے افعال شنیعہ سے تو یہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب ہرین ہیں تم ان زہروں کو کہا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تارکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی ہر ایک جو بیچ در بیچ طبیعت کہتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اس برکت کو ہرگز نہیں پاسکتا جو صاف دلون کو ملتی ہے کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلون کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلون کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضایع نہیں کئے جائینگے ممکن نہیں کہ خدا انکو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا ان کا وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے۔ احمق ہے وہ دشمن جو ان کا قصد کرے کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا انکی حمایت میں کون خدا پر ایمان لایا؟ صرف وہی جو ایسے ہیں۔ ایسا ہی وہ شخص ہی احمق ہے جو ایک بیباک گنہ گار اور بد باطن اور شریر نفس کے فکر میں ہے کیونکہ وہ خود ہلاک ہو گا جب سے خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا کہ اسنے نیکون کو تباہ اور ہلاک کر دیا ہو اور بد کردیا ہو بلکہ وہ انکے لئے بڑے بڑے کام دکھلاتا رہا ہے اور اب بھی دکھلائیگا وہ خدا نہایت وفادار خدا ہے اور وفاداروں کے لئے اسکے عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں تو دنیا چاہتی ہو کہ انکو کہا جائے کہ انکی دشمنی انتہا پر پہنچا ہے مگر وہ جو انکا دوست ہے ہر ایک ہلاکت کی جگہ سے انکو بچاتا ہے اور ہر ایک میدان میں انکو فتح بخشتا ہے۔ کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے جو اس خدا کا دامن نہ چھوڑے۔ ہم آپس پر ایمان لائے ہمیں اسکو شناخت کیا۔ تمام دنیا کا وہی خدا ہے جس نے میرے پروردگار کی جس نے میرے لئے زیر دست نشان دکھلائے جس نے مجھے اس نایک کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا اسکے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں

جو شخص اسپر ایمان نہیں لاتا وہ سعادت سے محروم اور خدا لان میں گرفتار ہے جس نے اپنے خدا کی
افتاب کی طرح روشن وحی پائی ہے جس نے اُسے دیکھ لیا کہ دنیا کا وہی خدا ہے اُس کے سوا کوئی نہیں
کیا ہی قادر اور قیوم خدا ہے جس کو جس نے پایا کیا ہی زیر دست قدرتوں کا مالک ہے جس کو جس نے چکا
سچ تو یہ ہے کہ اُس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں مگر وہی جو اس کی کتاب اور وعدہ کے برخلاف ہے
سوجب تم دعا کرو تو ان جاہل نجیب روین کی طرح نہ کرو جو اپنے ہی خیال سے ایک قانون قدرت بنا
بیٹھے ہیں جس پر خدا کی کتاب کی نہیں کیونکہ وہ مردود ہیں ان کی دعائیں ہرگز قبول نہیں ہونگی
وہ اندھے ہیں نہ سوجا کہ وہ مردے ہیں نہ زندے خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ قانون پیش
کرتے ہیں اور اس کی بلانہما قدرتوں کی حدست ٹھرتے ہیں اور اس کو کمزور سمجھتے ہیں سوان سے
ایسا ہی معاملہ کیا جائیگا جیسا کہ ان کی حالت ہے لیکن جب تو دعا کے لئے کھڑا ہو تو سچے لازم
کہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ایک چیز پر قادر ہے تب تیری دعا منظور ہوگی اور تو خدا کی قدرت
کے عجائبات دیکھے گا جو جس نے دیکھے ہیں اور ہماری گواہی ردیت ہے نہ بطور قصہ کے۔ اُس
شخص کی دعا کیونکر منظور ہو اور خود کیونکر اس کو بڑی مشکلات کے وقت جو اُس کے نزدیک قانون
قدرت کے مخالف ہیں دعا کر نیک حوصلہ پڑے جو خدا کو ہر ایک چیز پر قادر نہیں سمجھتا۔ گراے سعید
انسان تو ایسا مت کر تیرا خدا وہ ہے جس نے بشمار ستاروں کو بغیر سٹون کے لگا دیا اور جس نے
زمین و آسمان کو محض عدم سے پیدا کیا۔ کیا تو اسپر بطنی رکھتا ہے کہ وہ تیرے کام میں عاجز
آجائیکا بلکہ تیری ہی بطنی سچے محروم رکھے گی ہمارے خدا میں بیشمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے
ہیں جو صدق اور وفا سے اُس کے ہو گئے ہیں وہ غیروں پر جو اس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے
اور اُس کے صادق و قادر نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بد بخت وہ انسان ہے جس کو
اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے
ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ جس نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوب صوفی نہیں
پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یعل خریدنے کے لائق
ہے اگرچہ تمام وجود کو جس سے حاصل ہوا۔ اے محروم! اس چشمہ کی طرف دو رو

ایسا ایستے کیا کہ انہی اہل کائنات کی دعا کے موافق اس مردِ کامل کے بغیر اور معرفت میں اس کو ترقی و درجہ نہ دی
اپنی مرضی کے خلاف کہ جسے اپنی رضا کی اس کو طاقت پہنچے اور اس کا
مردانہ اجتہاد ہے جیسا کہ زکریا و یونس و نوح علیہم السلام کے معنی میں جو خیر فی الجمع

رتبہ پڑا دے اور اس پر محبت کے ہدایت کی راہوں میں اسکو نرمی دے۔ منہ

رتبہ پڑا دے اور اس پر محبت کر کے ہدایت کی راہ ہموار بن اسکو زنی دے۔ منہ

رتبہ پڑا دے اور اس پر محبت کر کے ہدایت کی راہ ہموار بن اسکو زنی دے۔ منہ

کہ وہ تمہیں سیلاب کر گیا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں سچا دیکھا۔ میں کیا کروں اور کس طرح کیا
 خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس وقت سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ
 تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس واسے میں علاج کروں تا سننے کیلئے لوگوں کے کان
 اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوٹے ہوٹے ہو گے
 اور خدا تمہارے لئے جگہ کا تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھ گیا اور
 اس کے منصوبے کو ٹوٹے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔
 اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاؤ ایک شخص حج ایک
 خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضایع ہونے سے رونا ہے اور چپچپ مارتا ہے
 اور ہلاک ہونے لگتا ہے پہر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے
 وقت کام آئیگا اسے تو تم دنیا کے لئے ایسے بچو وکٹوں ہوتے خدا ایک پیسہ یا خزانہ ہوا اسکی
 قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اس کے کچھ ہی نہیں اور نہ تمہارے
 اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو کچھ اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے
 سانپ مٹی کہتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کہاٹی۔ اور جیسے گدہ اور گتے مردار کہتے ہیں انہوں
 نے مردار پر زانت مارے وہ خدا سے بہت دور جا پڑے انسانوں کی پریش کی اور خضر کہایا اور
 شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے
 وہ مر گئے اور آسمانی روح انہیں سے ایسی نکل گئی جیسا کہ ایک گھوڑے کی بوتل پر پڑا کر جاتا ہے
 ان کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے ان کے تمام اندرونی اعضا کا شادوئیں میں تمہیں جذام
 سے ڈرو میں تمہیں خدا تعالیٰ تک عالت اسباب سے منع نہیں کرنا لکھا اس سے منع کرتا ہوں کہ تم
 غیر قوموں کی طرح نہ اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اس خدا کو فراموش کرو جو اسباب کو ہی وہی مہیا کرتا ہے
 اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آجائے کہ خدا ہی خدا ہے اور مستحج ہے۔ تم نہ ہاتھ لبا کر سکتے ہو
 اور نہ اکٹھا کر سکتے ہو مگر اس کے اذن سے۔ ایک مردہ اسپر ہنسی کر گیا مگر کاش اگر وہ مرجاتا تو اس
 ہنسی سے اس کے لئے بہتر تھا۔ خبردار !!! تم غیر قوموں کو دیکھ کر انکی پس منہ مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے

منصور بن میں بہت ترقی کر لی ہے اور ہم ہی انہیں کے قدم چلین سناؤ اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے اسکا خدا کیا چیز ہے صرف ایک عاجز انسان اسلئے وہ غفلت میں چھوڑے گئے ہیں تمہیں دنیا کے کسب اور معرفت سے نہیں روکتا مگر تم ان لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ لیا ہے چاہئے کہ تمہارا ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہوٹوں سے بلکہ چاہئے کہ تمہارا سچ مح یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان ہی اترتی ہے تم رہتے ہو وقت بنو گے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اسکے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گر دو کہ ہمیں یہ شکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرماتے روح القدس تمہاری مدد کریگی اور عیسیٰ کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائیگی اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے کلی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں یہاں تک کہ طاقت مانگنے کیلئے وہ ہونہ سے فشاں آمد ہی نہیں لگاتے انکے پیرو مت بن جاؤ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدبیر کا شہسیر ہے اگر شہسیر جائے تو کیا گریبان اپنی چہرہ پر قائم رکھتی ہیں۔ نہیں بلکہ یک دفعہ گر نیکی ہو جاتا ہے کہ ان سے کسی خون ہی ہو نہیں اسی طرح تمہاری تمام بغیر خدا کی مدد کو قائم نہیں رہ سکتیں اگر تم اس سے مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ آخر بڑی حسرت ہو رو گے۔ یہت خیال کرو کہ پھر دوسری قومیں کیونکر کامیاب ہو رہی ہیں حالانکہ وہ اس خدا کو جانتی ہی نہیں جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے۔ اسکا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں خدا کا امتحان کہہی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے آہستہ آہستہ بند ہو جاتے ہیں اور وہیں کے روئے وہ برا مفلس اور تنگ ہوتا ہے اور آخر دنیا کے خیالات میں ہی مرنے والا مادی جہنم میں ڈالا جاتا ہے اور کیسی اس رنگ میں ہی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے

بھی نامراد کہاجاتا ہے مگر موزا الذکر امتحان ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ پہلا کیونکہ پہلا امتحان بالازیادہ مغروریت و
 ہے ہر حال یہ دونوں فریق مغضوب علیہم ہیں۔ سچی خوشحالی کا حشر تپتہ خد ہے پس جبکہ اس سچی قوم
 خدا سے یہ لوگ بغیر ہرین بلکہ لا پرواہین اور اس سے موہنے پھیر رہے ہیں تو سچی خوشحالی انکو کہاں نصیب
 ہو سکتی ہے مبارکی ہو اس انسان کو جو اس کو سمجھنے لے اور ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اس راز کو
 نہیں سمجھا ہی طرح تمہیں چاہئے کہ اس دنیا کے فلسفیوں کی پیروی مت کرو اور انکو عزت کی نگہ
 سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیان ہیں سچا فلسفہ وہ ہے جو خدا نے تمہیں اپنی کلام میں سکھایا،
 ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو اس نبوی فلسفہ کے عاشق ہیں اور کامیاب ہیں وہ لوگ جنہوں نے سچے
 علم اور فلسفہ کو خدا کی کتاب میں ڈھونڈا۔ نادانی کی راہیں کیوں اختیار کرتے ہو کیا تم خدا کو وہ
 باتیں سکھلاؤ گے جو اسے معلوم نہیں۔ کیا تم انصون کے پیچھے دوڑتے ہو کہ وہ تمہیں راہ
 دکھلا دیں۔ اے نادانوں! وہ جو خود اندا ہے وہ تمہیں کیا راہ دکھائیگا بلکہ سچا فلسفہ روح القدس
 سے حاصل ہوتا ہے جسکا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے تم روح کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک
 پہنچائے جاؤ گے جن تک بغیر ان کی رسائی نہیں اگر صدق سے مانگو تو آخر تم اسے پاؤ گے تب
 سمجھو گے کہ یہی علم ہے جو دل کو ناز کی اور زندگی بخشتا ہے اوقیقین کے مینار تک پہنچا دیتا ہے
 وہ جو خود مردار و خوار ہے وہ کہاں سے تمہارے لئے پاک غذا لائیگا۔ وہ جو خود اندا ہے وہ کیونکر
 تمہیں دکھائیگا۔ ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے پس تم زمینی لوگوں کو کیا ڈھونڈتے ہو
 جنکی جوہر آسمان کی طرف جاتی ہیں وہی حکمت کے دارش ہیں جنکو خود تسلی نہیں ہے کیونکہ تمہیں تسلی
 دے سکتے ہیں مگر پہلے دلی پاکیزگی ضروری ہے پہلے صدق و صدا ضروری ہے پہلے عبادت کے سبب
 کچھ تمہیں ملیگا۔ یہ خیال مت کرو کہ خدا کی وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور روح القدس
 اب آئے نہیں جسکا پہلے زمانوں میں ہی اُتر چکا۔ اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک
 دروازہ بند ہو جاتا ہے مگر روح القدس کے اُترنے کا کہی دروازہ بند نہیں ہوتا۔ تم اپنے دونوں
 دروازے کھول دو تا وہ انہیں داخل ہو تم اس آفتاب کے خود اپنے تئیں دور ڈالتے ہو جبکہ اس
 شعاع کے داخل ہونے کی کھڑکی کو بند کرتے ہو۔ اے نادان! اُٹھ اور اس کھڑکی کو کھول دے

یہ قرآن شریف پر شریعت ختم ہو گئی مگر وحی ختم نہیں ہوئی کیونکہ وہ پھر دین کی جان ہے جس دین میں وحی الہی کا سلسلہ
 جاری نہیں وہ دین مردہ ہے اور خدا اس کے ساتھ نہیں رہتا

ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے جسکو بلی ہی پکڑ سکتی ہے اسی لیے عیسائی دن بدن کمزوری کے
گرہے میں پڑتے گئے اور روحانیت انہیں باقی نہ رہی۔ کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر
پر تھا مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لیکر آسمان
تک اپنے وجود سے تمام ارض و سما کو بہرہ دیا تھا۔ پس کجا وہ کبوتر اور کجا ایسی عظیم جس کا قرآن
شریف میں ہی ذکر ہے قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر ضروری یا معنوی
اعراض نہ ہو قرآن تمکو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بہاگو۔ سچے قرآن کے کتاب نے
اپنی ابتدا میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ میثی کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی ہمیں اپنی ان نعمتوں کی راہ دکھلا جو
پہلون کو دکھلائی گئی۔ جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے پس اپنی بہتیں
بلند کر لو اور قرآن کی دعوت کو دوست کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلون
کو دی تھیں۔ کیا اوس نے بنی اسرائیل کا ملک و ربی اسرائیل کا بیت مقدس تمہیں عطا
نہیں کیا جو آج تک تمہاری قبضہ میں ہے پس اسے ست اعتقاد و اور کمزور نہ متو کیا تمہیں خیال
ہے کہ تمہارے خدا نے جسمانی طور پر بنی اسرائیل کے تمام املاک کا تمہیں قایم مقام کر دیا۔ مگر
روحانی طور پر تمہیں قائم مقام نہ کر سکا بلکہ خدا کا تمہاری نسبت ان سے زیادہ فضیلت سانی
کا ارادہ ہے خدا نے انکے روحانی جسمانی متاع و مال کا تمہیں وارث بنایا مگر تمہارا وارث
کوئی دوسرا نہ ہو گا جب تک کہ قیامت آجائے خدا تمہیں نعمت وحی اور الہام اور سکائے
اور مخاطبات الہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھے گا وہ تم پر وہ سب نعمتیں پوری کرے گا جو
پہلون کو دی گئیں لیکن جو شخص گستاخی کی راہ سے خدا پر جو جھوٹا باندھے گا اور کہے گا کہ
خدا کی وحی میری پر نازل ہوئی حالانکہ نہیں نازل ہوئی اور یا کہے گا کہ مجھے شرف مکالمات
اور مخاطبات الہیہ کا نصیب ہوا حالانکہ نہیں نصیب ہوا تو میں خدا اور اس کے ملائکہ کو گواہ
رکھے کہ تمہا ہوں کہ وہ ہلاک کیا جائیگا کیونکہ اوس نے اپنے خالق پر جھوٹ باندھا اور فریب کیا
اور حجت بیباکی اور شوخی ظاہر کی سو تم اس مقام میں ڈرو نصرت حقان لوگوں پر جو جھوٹی

خواب میں بناتے ہیں اور جو ٹے مکانات اور مخاطبات کا دعویٰ کرتے ہیں گویا وہ دل میں خیال کرتے ہیں کہ خدا نہیں پر خدا کا عقاب انکو سخت پکڑے گا اور ان کا برادر ان سے ٹل نہیں سکتا سو تم صدق اور راستی اور تقویٰ اور محبت ذاتیہ الہیہ میں ترقی کرو اور اپنا کام ہی سمجھو جتنا زندگی ہے پھر خدا تم میں سے جسکی نسبت چاہیگا اسکو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے بھی مشرف کریگا تمہیں ایسی تمنا ہی نہیں چاہئے تا نفسانی تمنا کی وجہ سے سلسلہ شیطانیہ شروع نہ ہو جائے جس سے کئی لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں پس تم خدمت اور عبادت میں لگو رہو تمہارے کام کو تشش اسی میں مصروف ہونی چاہئے کہ تم خدا کے تمام احکام کے پابند ہو جاؤ اور یقین میں ترقی چاہو نجات کے لئے الہام نمائی کیلئے قرآن شریف نے تمہارے لئے بہت پاک احکام لکھے ہیں جنہیں سے ایک یہ ہے کہ تم شرک سے بکلی پرہیز کرو کہ شرک حشریہ نجات سے بے نصیب ہے۔ تم جو ٹ نہ بولو کہ جو ٹ بھی ایک حصہ شرک ہے۔ قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ صرف بد نظری اور شہوت کے خیال سے نامحرم عورتوں کو مت دیکھو اور بچہ اس کے دیکھنا حلال۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ دیکھو نہ بد نظری سے اور نہ نیک نظری سے کہ یہ سب تمہارے لئے ٹھوکر کی جگہ ہے بلکہ چاہئے کہ نامحرم کے مقابلہ کیوقت تیری آنکھ خواہید رہے تجھے اسکی صورت کی کچھ بھی خبر نہ ہو مگر اسی قدر صبر کہ ایک دہندہ لی نظر سے ابتداء نزول الما میں انسان دیکھتا ہے۔ قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اتنی شراب مت پیو کہ مست ہو جاؤ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ پیو نہ بچے خدا کی راہ نہیں ملیگی اور خدا تجھ سے ہمکلام نہیں ہوگا اور نہ لپید یوں ہو پاک کر گیا اور وہ کہتا ہے کہ یہ شیطان کی عیب دہی تم اس سے بچو قرآن تمہیں انجیل کی طرح فقط یہ نہیں کہتا کہ اپنی بہائی پر بے سبب غصہ مت ہو بلکہ وہ کہتا ہے کہ صرف پڑھی غصہ کہ تمام بلکہ تو اصولاً ہر صبر پر عمل ہی کرادو و سرون کو ہی کہتا رہا کہ ایسا کریں اور نہ صرف خود رحم کہ بلکہ رحم کیلئے اپنے تمام بہانوں کو وصیت ہی کر۔ اور قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ بجز دناہ کے اپنی بیوی کی ہر ایک ناپاکی پر صبر کرو اور طلاق مت دے بلکہ وہ کہتا ہے الطیبات للطیبین قرآن کا پیشا ہے

جہاں تک پاک کے ساتھ ہنہیں سکتا۔ پس اگر تیری بیوی زنا تو ہنہیں کرتی مگر شہوت کی نظر سے
 غیر لوگوں کو دیکھتی ہے اور ان سے بغل گیر ہوتی ہے اور زنا کے مقدمات اس سے صادر ہوتے
 ہیں گواہی تکمیل نہیں ہوئی اور غیر کو اپنی برہمنگی دکھلا دیتی ہے اور شکر اور صدقہ ہے اور جس پاک خدا
 پر تو ایمان رکھتا ہے اس سے وہ بیزار ہے لہذا وہ باز نہ آوے تو تو اسے طلاق دیکھتا ہے
 کیونکہ وہ اپنے اعمال میں تجھ سے علیحدہ ہو گئی بتیرے جسم کا ٹکڑہ ہنہیں رہی۔ پس تیرے جواب
 جائز نہیں ہے کہ تو دیتی ہے اسکو ساتھ بسر کرے کیونکہ اب وہ تیرے جسم کا ٹکڑہ ہنہیں ایک
 گندہ اور متعفن عضو ہے جو کاٹنے کے لائق ہے ایسا نہ ہو کہ وہ باقی عضو کو ہی گندہ کر دے
 اور زورم جاوے۔ اور قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہرگز قسم نہ کہا بلکہ یہودی قسموں
 سے تمہیں روکتا ہے کیونکہ بعض صورتوں میں قسم فیصلہ کے لئے ایک ذریعہ ہے اور خدا کسی
 ذریعہ ثبوت کو ضائع کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس سے اسکی حکمت تلف ہوتی ہے طبعی امر ہے
 کہ جب کوئی انسان ایک تنازعہ فیہ میں گواہی نہ دے تب فیصلہ کے لئے خدائی گواہی کی ضرورت
 ہے اور قسم خدا کو گواہ ٹھہرانا ہے۔ اور قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہر ایک عجب ظالم
 کا مقابلہ کرنا بلکہ وہ کہتا ہے جہاں سنیۃ سنیۃ مثلاً ہا فن عفا فی اصلہ فاجز علی اللہ
 یعنی بدی کا بدلہ اسبقدر بدی ہے جو کی گئی لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخشے اسے اور اس
 عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور اسے اس کا
 بدلہ دیگا۔ پس قرآن کے رو سے ہر ایک جگہ انتقام محمود ہے اور نہ ہر ایک جگہ عفو قابل تعریف
 ہے بلکہ محل شناسی کرنی چاہئے اور چاہئے کہ انتقام اور عفو کی سیرت پابندی محل اور مصلحت ہو
 نہ بقیہ کے رنگ میں ہی قرآن کا مطلب ہے۔ اور قرآن انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے
 دشمنوں سے پیار کر دیکہ وہ کہتا ہے کہ چاہے کہ نفسانی رنگ میں تیرا کوئی ہی دشمن نہ ہو اور تیری
 ہمدردی ہر ایک کیلئے عام ہو مگر جو تیرے خدا کا دشمن تیرے رسول کا دشمن اور کتاب اللہ کا دشمن
 ہے وہی نیز دشمن ہو گا سو تو ایسوں کو ہی دعوت اور دعا سے محروم نہ کر کہہ اور چاہئے کہ تو انکی
 اعمال سے دشمنی رکھے نہ انکی ذات سے اور کوشش کرے کہ وہ درست ہو جائیں اور اس پابندی میں

فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ يَأْتِي الْعَبْدَ وَإِلَى حَسَنٍ وَإِنِّي لَذِي الْقَرْبَىٰ بِإِيتِهِ خَدَاتِمٌ
 کیا چاہتا ہے بس یہی تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے
 کہ ابی سے بھی نیکی کرو تمہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم مخلوق
 خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم انکے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے
 پیش آتی ہیں کیونکہ احسان میں ایک خود نمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے اور احسان کرنا والا کبھی
 اپنے احسان کو جھٹلا بھی دیتا ہے لیکن وہ جو ان کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبھی
 خود نمائی نہیں کر سکتا۔ پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ان کی طرح ہو اور یہ آیت
 نہ صرف مخلوق کے متعلق ہے بلکہ خدا کے متعلق بھی ہے خدا سے عدل یہ ہے کہ اسکی نعمتوں کو
 یا کو کے اسکی فرمان برداری کرنا اور خدا سے احسان یہ ہے کہ اسکی ذات پر ایسا یقین کر لینا
 کہ گویا اسکو دیکھ رہا ہے اور خدا سے ایثار و ذی القربیٰ یہ ہے کہ اسکی عبادت نہ تو بہت کے
 طمع سے ہو اور نہ دوزخ کے خوف سے۔ بلکہ اگر فرض کیا جائے کہ نہ بہت ہو اور نہ دوزخ ہے
 تب بھی جوش محبت اور اطاعت میں فرق نہ آوے۔ اور انجیل میں لکھا گیا ہے کہ جو لوگ تمہیں
 لعنت کریں ان کے لئے برکت چاہو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم اپنی خودی سے کچھ ہی نہ کرو۔
 تم اپنے دل سے جو خدا کی تجلیات کا گہر ہے، فتوے پوچھو کہ ایسے شخص کے ساتھ کیا معاملہ چاہا
 پس اگر خدا تمہارے دل میں ڈالے کہ یہ لعنت کرنا قابل رحم ہے اور آسمان میں اسے لعنت
 نہیں تو تم بھی لعنت نہ کرو تا خدا کے مخالف نہ ٹھہرو۔ لیکن اگر تمہارا کائنات اسکو معذور نہیں ٹھہراتا
 اور تمہارے دل میں ڈالا گیا ہے کہ آسمان پر اس شخص پر لعنت ہو تو تم اس کے لئے برکت نہ چاہو
 جیسا کہ شیطان کے لئے کسی نبی نے برکت نہیں چاہی اور کسی نبی سے اسکو لعنت سوا آزاد نہیں
 کیا۔ مگر کسی کی نسبت لعنت میں جلدی نہ کرو کہ بہتیری بدظنیان جو ہریان میں اور بہتیری لعنتیں
 اپنے ہی پر پڑتی ہیں سب نہیں کر قدم رکھو اور خوب پرتال کر کے کوئی کام کرو اور خدا سے مدد مانگو
 کیونکہ تم اندھے ہو ایسا نہ ہو کہ عادل کو ظالم ٹھہراؤ۔ اور صادق کو کاذب خیال کرو۔ اس طرح تم اپنی
 خدا کو ناراض کرو اور تمہارے سب نیکی اعمال حبط ہو جاویں۔

ایسا ہی انجیل میں کہا گیا ہے کہ تم اپنے نیک کاموں کو لوگوں کے سامنے دکھانے کیلئے کرو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم ایسا مت کرو کہ اپنے سارے کام لوگوں سے چھپاؤ بلکہ حسیب مصلحت بعض اپنے نیک اعمال پوشیدہ طور پر بجالاؤ جیکہ تم دیکھو کہ پوشیدہ کرنا تمہاری نفس کے لئے بہتر ہے اور بعض اعمال دکھلا کر ہی کرو جیکہ تم دیکھو کہ دکھلانے میں عام لوگوں کی بہداری ہے تاہم یہ دو بدلے ملین اور ناکم و رلوگ کہ جو ایک نیکی کے کام پر جرات نہیں کر سکتے وہ بھی تمہاری پیروی سے اس نیک کام کو کر لیں۔ غرض خدا نے جو اپنے کلام میں فرمایا۔ مدبرا و علانیہ یعنی پوشیدہ ہی خیرات کرو اور دکھلا کر ہی ان احکام کی حکمت اوس نے خود فرمادی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف قول سے لوگوں کو سمجھاؤ بلکہ فعل سے بھی تحریک کرو کیونکہ ہر ایک جگہ قول اثر نہیں کرتا بلکہ اکثر جگہ نمونہ کا بہت اثر ہوتا ہے۔

ایسا ہی انجیل میں ہے کہ جب تو دعائے مانگے تو اپنی کوتاہی میں جا۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ اپنی دعا کو ہر ایک موقع پر پوشیدہ مت کرو بلکہ تم لوگوں کے روبرو اور اپنے بھائیوں کے مجمع کے ساتھ ہی کہنی کہنی کہلی طور پر دعا کیا کرو تا اگر کوئی دعا منظور ہو تو اس مجمع کیلئے ایمان کی ترقی کا موجب ہو اور تا وہ دوسرے لوگ بھی دعا میں رغبت کریں۔

ایسا ہی انجیل میں ہے کہ تم اس طرح دعا کرو کہ اسے ہمارے باپ کہ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو۔ تیری بادشاہت آوے تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر آوے ہماری روزانہ روٹی آج ہمیں بخش۔ اور جس طرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشے ہیں تو اپنے قرض کو ہمیں بخش دے اور ہمیں آزمائش میں نہ ڈال بلکہ برائی سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ یہ ہیں کہ زمین تقدیس سے خالی ہے بلکہ زمین پر ہی خدا کی تقدیس ہو رہی ہے نہ صرف آسمان پر جیسا کہ وہ فرماتا ہے **وَلَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ**۔ یعنی اللہ مافی السموات و مافی الارض یعنی وہ زمین کا اور آسمان کا خدا کی شہادہ اور تقدیس کر رہا ہے اور جو کچھ انہیں ہے وہ تحمید اور تقدیس میں مشغول ہے پہاڑ اور کوہ ذکر میں مشغول ہیں دریا اور سکے ذکر میں مشغول ہیں درخت اسکے ذکر میں مشغول ہیں اور بہت سی سنہار

اسکے ذکر میں مشغول رہیں اور جو شخص دل اور زبان کے ساتھ اسکے ذکر میں مشغول نہیں اور خدا کے آگے فروتنی نہیں کرتا اس سے طح طرح کے شکجوں اور عذابوں سے قضاء قدر الہی فروتنی کر رہی ہے اور جو کچھ فرشتوں کے بارے میں خدا کی کتاب میں لکھا ہے کہ وہ نہایت درجہ طاعت کر رہے ہیں یہی تعریف زمین کے پات پات اور ذرہ ذرہ کی نسبت قرآن شریف میں موجود ہے کہ ہر ایک چیز اور کئی اطاعت کر رہی ہے ایک پتہ ہی بجز اسکے امر کے کہ نہیں سکتا اور بجز اس کے حکم کے نہ کوئی دوا شفا دے سکتی ہے اور نہ کوئی غذا موافق ہو سکتی ہے اور ہر ایک چیز غایت درجہ کی تدلل اور عبودیت سے خدا کے آستانہ پر گری ہوئی ہے اور اس کی فرمانبرداری میں مستغرق ہے پہاڑوں اور زمین کا ذرہ ذرہ اور دریاؤں اور سمندروں کا قطرہ قطرہ اور درختوں اور پوٹیوں کا پات پات اور ہر ایک جزا کا اور انسان اور حیوانات کے کل ذرات خدا کو پہچانتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی تحمید و تقدیس میں مشغول ہیں سیواسطو اللہ تعالیٰ نے فرمایا بسم اللہ ما فی السموت وما فی الارض یعنی جیسے آسمان پر ہر ایک چیز خدا کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہے ویسے زمین پر بھی ہر ایک چیز اس کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے پس کیا زمین پر خدا کی تحمید و تقدیس نہیں ہوتی ایسا کلمہ ایک کامل عارف کے مونہ سے نہیں نکل سکتا بلکہ زمین کی چیزوں میں سے کوئی چیز تو شریعت کے احکام کی اطاعت کر رہی ہے اور کوئی چیز قضا و قدر کے احکام کے تابع ہے اور کوئی دونوں کی اطاعت میں کمر بستہ ہے کیا بادل کیا ہوا کیا آگ کیا زمین سب خدا کی اطاعت اور تقدیس میں محو ہیں اگر کوئی انسان الہی شریعت کے احکام کا سرکش ہے تو الہی قضا و قدر کے حکم کا تابع ہے۔ ان دونوں حکومتوں سے باہر کوئی نہیں کسی کسی آسمانی حکومت کا جو ہر ایک گردن پر ہے۔ ان الہیۃ انسانی دلوں کی صلاح اور فساد کے لحاظ سے غفلت اور ذکر الہی نہایت بہ نوبت زمین پر اپنا غلبہ کرتے ہیں مگر بغیر خدا کی حکمت اور مصلحت کے یہ مد و جزر خود بخود نہیں خدا نے چاہا کہ زمین میں ایسا ہو سو ہو گیا سو بدائت اور عنلات کا دور بھی دن رات کے دور کی طرح خدا کے قانون اور اذن کے موافق چل رہا ہے نہ خود بخود باوجود اسکے ہر ایک چیز اس کی آواز سنتی ہے اور اس کی پاکی یاد کرتی ہے مگر انجیل کہتی ہے کہ زمین خدا کی تقدیس کو

ہے ؟ اسکا سبب اس انجیلی دعا کے اگلے فقرہ میں بطور اشارہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ ابھی اوس میں خدا کی بادشاہت نہیں آئی اسلئے حکومت نہ ہو نیکی وجہ سے نہ کسی اور وجہ سے خدا کی مرضی ایسے طور سے زمین پر نافذ نہیں ہو سکی جیسا کہ آسمان پر نافذ ہے مگر قرآن کی تعلیم سراسر اس کے برخلاف ہے وہ تو صفات لفظوں میں کہتا ہے کہ کوئی چور خونی - زانی - کافر فاسق - سرکش - جرائم پیشہ کسی قسم کی بدی زمین پر نہیں کر سکتا جتنک کہ آسمان پر سے اسکو اختیار نہ دیا جائے پس کیونکر کہا جائے کہ آسمانی بادشاہت زمین پر نہیں کیا کوئی مخالف قبضہ میں پر خدا کو احکام کے جاری ہونے سے مزاحم ہے سبحان اللہ ایسا گہر گہر بہر بلکہ خدا نے خود آسمان پر فرشتوں کے لئے عبادت قانون بنایا اور زمین پر انسانوں کے لئے جدا اور خدا نے اپنی آسمانی بادشاہت میں فرشتوں کو کوئی اختیار نہیں دیا بلکہ ان کی فطرت میں ہی اطاعت کا مادہ رکھ دیا ہے وہ مخالفت کر ہی نہیں سکتے اور سہو و مہیاں اپنے وار و نہیں ہو سکتا لیکن انسانی فطرت کو قبول عدم قبول کا اختیار دیا گیا ہے اور چونکہ اختیار اور پر سے دیا گیا ہے اسلئے نہیں کہہ سکتے کہ فاسق انسان کے وجود سے خدا کی بادشاہت زمین سے جاتی رہی بلکہ ہر رنگ میں خدا کی ہی بادشاہت ہے نہ ان صرف قانون دو ہیں - ایک آسمانی فرشتوں کے لئے قضا و قدر کا قانون ہے کہ وہ بدی کر ہی نہیں سکتے اور ایک زمین پر انسانوں کیلئے خدا کے قضا و قدر کے متعلق ہے اور وہ یہ کہ آسمان سے ان کو بدی کر نیکا اختیار دیا گیا ہے مگر جب خدا سے طاقت طلب کریں یعنی استغفار کریں تو روح القدس کی تائید سے انکی کمزوری دور ہو سکتی ہے اور وہ گناہ کے ازکاب سے بچ سکتے ہیں جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے ہیں اور اگر ایسے لوگ ہیں کہ گناہ کا ہو چکے ہیں تو استغفار ان کو یہ فائدہ پہنچاتا ہے کہ گناہ کے نتائج سے یعنی عذاب سے بچائے جاتے ہیں کیونکہ نور کے ثمرے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی - اور جرائم پیشہ جو استغفار نہیں کرتے یعنی خدا سے طاقت نہیں مانگتے وہ اپنے جرائم کی سزا پاتے رہتے ہیں - دیکھو آج کل طاعون ہی بطور سزا کے زمین پر اتاری ہے اور خدا کے سرکش اس سے ہلاک ہوتے

جاتے ہیں پہر کیونکر کہا جائے کہ خدا کی بادشاہت میں پر نہیں یہ خیال مت کرو کہ اگر زمین پر خدا کی بادشاہت ہے تو پہر لوگوں سے جرائم کیوں ظہور میں آتے ہیں کیونکہ جرائم ہی خدا کے قانون قضا و قدر کے نیچے ہیں سو اگرچہ وہ لوگ قانون شریعت سے باہر جاتے ہیں مگر قانون تکوین یعنی قضا و قدر سے وہ باہر نہیں ہو سکتے پس کیونکر کہا جائے کہ جرائم پیشہ لوگ الہی سلطنت کا جو اپنے گردن پر نہیں رکھتے دیکھو اس ملک پرش اندیا میں چوریاں ہی ہوتی ہیں خون ہی ہوتے ہیں زنا کار اور خائیں اور قشتی وغیرہ ہر یک قسم کے جرائم پیشہ ہی پائے جاتے ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس ملک میں سرکار انگریزی کارج نہیں۔ کیونکہ راج تو ہے مگر گورنمنٹ نے عہد ایسے سخت قانون کو مناسب نہیں سمجھا جسکی دہشت سے لوگوں پر زندگی مشکل ہو جائے ورنہ اگر گورنمنٹ تمام جرائم پیشہ کو ایک تکلیف دہ زندان میں رکھے کہہ کر انکو جرائم سے روکنا چاہے تو بہت آسانی سے وہ رک سکتے ہیں یا اگر قانون میں سخت سزائیں رکھی جائیں تو ان جرائم کا انداد ہو سکتا ہے پس تم سمجھ سکتے ہو کہ جس قدر اس ملک میں شراب پی جاتی ہے فاحشہ عورتیں بڑھتی جاتی ہیں چوری اور خون کی وارداتیں ہوتی ہیں یہ اس لئے نہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کا یہاں راج نہیں بلکہ گورنمنٹ کے قانون کی نرمی نے جرائم میں کثرت پیدا کر دی ہے یہ کہ گورنمنٹ انگریزی اس جگہ سے اٹھ گئی ہے بلکہ سلطنت کا اختیار ہے کہ قانون کو سخت کر کے اور سنگین سزائیں مقرر کر کے ارتکاب جرائم سے روک دی جبکہ انسانی سلطنت کا یہ حال ہے کہ جو الہی سلطنت کے مقابل پر کچھ ہی چیز نہیں تو الہی سلطنت کے قدر و اقتدار اور اختیار کتنی ہے اگر خدا کا قانون ابھی سخت ہو جائے اور ہر ایک زنا کر نیو لے پر چلی پڑے اور ہر ایک چور کو یہ بیماری پیدا ہو کہ ہاتھ گل سڑ کر گر جائیں اور ہر ایک سرکش خدا کا منکر اسکے دین کا منکر طاعون سے مرے تو ایک ہفتہ گزرنے سے پہلے ہی تمام دنیا استیلازی اور نیک نیتی کی چادر پہن سکتی ہے پس خدا کی زمین پر بادشاہت تو ہے لیکن انسانی قانون کی نرمی نے اس قدر آزادی دے رکھی ہے کہ جرائم پیشہ جلدی نہیں پکڑے جاتے ان سزائیں

بھی لٹی بڑی ہیں۔ زلزلے آتے ہیں بجلیاں پڑتی ہیں۔ کوہ آتش نشان آتش بازی کی
 طرح مشتعل ہو کر ہزاروں جانوں کا نقصان کرتے جاتے ہیں جہاں غرق ہوتے ہیں یل گلابو
 کے ذریعہ سے صد ہا جانیں تلف ہوتی ہیں۔ طوفان آتے ہیں مکانات گرتے ہیں سانپ
 کاٹتے ہیں درندے پہاڑ تے ہیں وبائیں پڑتی ہیں اور فنا کرنے کا وہ ایک دروازہ بلکہ ہر
 دروازے کہتے ہیں جو مجرمین کی پاداش کیلئے خدا کے قانون قدرت نے مقرر کر رکھے ہیں
 پہر کوئی کہہ جائے کہ خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں سچ یہی ہے کہ بادشاہت تو ہے
 ہر ایک مجرم کے ہاتھ میں تھکڑاں پڑی ہیں اور پائین زنجیریں لگ کر حکمت الہی نے اس قدر
 اپنے قانون کو نرم کر دیا ہے کہ وہ تھکڑیاں اور وہ زنجیریں فی الفور اپنا اثر نہیں دکھاتی ہیں
 اور آخر اگر انسان باز نہ آوے تو دائمی جہنم تک پہنچاتی ہیں اور اس عذاب میں ڈالتی ہیں
 جس سے ایک مجرم زندہ رہے اور تہ مرے غرض قانون دو ہیں ایک وہ قانون
 جو فرشتوں کے متعلق ہے یعنی یہ کہ وہ محض اطاعت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں اور انکی اطاعت
 محض فطرت روشن کا ایک خاصہ ہے وہ گناہ نہیں کر سکتے مگر نیکی میں ترقی ہی نہیں کر سکتے (۲)
 دوسرا قانون وہ ہے جو انسانوں کے متعلق ہے یعنی یہ کہ انسانوں کی فطرت میں یہ رکھا
 گیا ہے کہ وہ گناہ کر سکتے ہیں مگر نیکی میں ترقی بھی کر سکتے ہیں یہ دونوں فطرتی قانون غیر
 متبدل ہیں اور جیسا کہ فرشتہ انسان نہیں بن سکتا ہے ایسا ہی انسان ہی فرشتہ نہیں بن سکتا ہے یہ
 دونوں قانون بدل نہیں سکتے ازلی اور ازل میں اسلئے آسمان کا قانون زمین پر نہیں
 آسکتا اور زمین کا قانون فرشتوں کے متعلق ہو سکتا ہے۔ انسانی خطا کاریاں اگر توبہ
 کے ساتھ ختم ہوں تو وہ انسان کو فرشتوں سے بہت اچھا بنا سکتی ہیں کیونکہ فرشتوں میں ترقی
 کا مادہ نہیں انسان کے گناہ توبہ سے بخشے جاتے ہیں اور حکمت الہی نے بعض افراد میں سلسلہ
 خطا کاروں کا باقی رکھا ہے تا وہ گناہ کو کاپنی کمزوری پر اطلاق پاویں اور پہر توبہ کر کے بخیر
 جاویں یہی قانون ہے جو انسان کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور اسی کو انسانوں کی فطرت
 چاہتی ہے یہود و نصاریٰ انسانی فطرت کا خاصہ ہے فرشتہ کا خاصہ نہیں یہ وہ قانون جو فرشتوں کے

منخلق ہے انسانوں میں کیونکر نافذ ہو سکے۔ یہ خط کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف کمزوری
نسب کی جاوے۔ صرف تو نون کے نتائج میں جو زمین پر جاری ہو رہے ہیں نعوذ باللہ
کیا خدا ایسا کمزور ہے جسکی بادشاہت اور قدرت اور جلال صرف آسمان تک ہی محدود ہے
یا زمین کا کوئی اور خدا ہے جو زمین پر مخالفانہ قبضہ رکھتا ہے اور عیسائیوں کو اس پر زور دینا چاہتا
ہے کہ صرف آسمان میں ہی خدا کی بادشاہت ہے جو ابھی زمین پر نہیں آئی کیونکہ وہ اس
بات کے قائل ہیں کہ آسمان کچھ چیز نہیں اب ظاہر ہے کہ جبکہ آسمان کچھ چیز نہیں جسے خدا کی
بادشاہت ہو اور زمین پر ابھی خدا کی بادشاہت آئی نہیں تو گویا خدا کی بادشاہت کسی جگہ پہنچ
نہیں۔ ماسوا اسکے ہم خدا کی زمینی بادشاہت کو کچھ خود دیکھ رہے ہیں اسکے قانون کے
موافق ہماری عمر ختم ہو جاتی ہیں اور ہماری حالتیں بدلتی رہتی ہیں اور صد ہا رنگ کے رحمت
اور سچ ہم دیکھتے ہیں ہزار ہا لوگ خدا کے حکم سے مرتے ہیں اور ہزار ہا پیدا ہوتے ہیں وہاں
قبول ہوتی ہیں نشان ظاہر ہوتے ہیں زمین ہزار ہا قسم کے نباتات اور پھل اور پھول اسکے حکم
سے پیدا کرتی ہے تو کیا یہ سب کچھ خدا کی بادشاہت کے بغیر ہو رہا ہے بلکہ اسمانی اجرام تو ایک
ہی صورت اور منوال پر چلے آتے ہیں اور ان میں تغیر تبدیل جس سے ایک مغیر تبدیل کا پتہ
ملتا ہو کچھ محسوس نہیں ہوتی مگر زمین ہزار ہا تغیرات اور انقلابات اور تبدلات کا نشانہ ہو رہی ہے
ہر روز کروڑ ہا انسان دنیا سے گزرتے ہیں اور کروڑ ہا پیدا ہوتے ہیں اور ہر ایک پہلو اور ہر ایک
طور سے ایک مقتدر صلاح تصرف محسوس ہو رہا ہے تو کیا ابھی تک خدا کی بادشاہت میں
پر نہیں اور انجیل نے ہر کوئی دلیل پیش نہیں کی کہ کیوں ابھی تک خدا کی بادشاہت زمین پر
نہیں آئی۔ البتہ مسیح کا بنعین اپنے پنج جانی کے لئے ساری رات دعا کرنا اور دعا قبول یہی
موجود تھا جیسا کہ عبرانیان ۵ آیت ۷ میں لکھا ہے مگر یہی خدا کا اسکے چہرے نے پر قاور نہ ہونا
یہ بزرگ عیسایان ایک دلیل ہو سکتی ہے کہ اس زمانہ میں خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں تھی
مگر ہم اس سے بڑھ کر بتا دیکھے ہیں اور ان سے نجات پائی ہے ہم کیونکر خدا کی بادشاہت
کا انکار کر سکتے ہیں کیا وہ خون کا مقدمہ جو میرے قتل کر نیکی کے لئے مارٹن کلاک کی طرف

سے عدالت کپتان ڈگلس مین پیش ہوا تھا وہ اس مقدمہ سے کچھ خفیہ تھا جو محض
 مذہبی اختلاف کی وجہ سے نہ کسی خون کے اتہام سے یہودیوں کی طرف سے عدالت
 پبلکس مین دائر کیا گیا تھا مگر چونکہ خدا زمین کا بھی بادشاہ ہے جیسا کہ آسمان کا اس لئے اس نے
 اس مقدمہ کی پہلے ہی مجھے خبر دیدی کہ یہاں تیل آئیو الاس ہے اور یہ خبر دیدی کہ مین ٹکوری کر گیا
 اور وہ خبر صد ا انسانوں کو قبل از وقت سنا لی گئی اور آخر مجھے بری کیا گیا پس یہ خدا کی بادشاہت
 تھی جس نے اس مقدمہ سے مجھے بچا لیا جو مسلمانوں اور منہر وٹن اور عیسائیوں کے اتفاق
 سے مجھ پر کھڑا کیا تھا ایسا ہی نہ ایک دفعہ ملکہ مسیون دفعہ مینے خدا کی بادشاہت کو زمین پر
 دیکھا اور مجھے خدا کی اس آیت پر ایمان لانا پڑا کہ **لَهُ مَلَكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ** یعنی زمین
 پر بھی خدا کی بادشاہت ہے اور آسمان پر بھی۔ اور پھر اس آیت پر ایمان لانا پڑا کہ **أَمْرُهُ**
إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ یعنی تمام زمین و آسمان اس کی عطا
 کر رہے ہیں جب ایک کام کو چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا تو فی الفور وہ کام ہو جاتا ہے
 اور پھر فرماتا ہے **وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى أَمْرِهِ** و لیکن اکثر الناس کا یعلمون یعنی خدا اپنے
 ایادہ پر غالب ہے مگر اکثر لوگ خدا کے قہر اور رحمت سے بخیر میں غرض یہ تو انجیل کی دعا ہے جو
 انسانوں کو خدا کی رحمت سے نوید کرتی ہے اور اس کی ربوبیت اور افاضہ اور جزا سزا سے عیسائیوں
 کو بیاک کرتی ہے اور اس کو زمین پر مدد دینے کے قابل نہیں جانتی جیٹک اس کی بادشاہت زمین
 پر نہ آوے لیکن اسکے مقابل پر جو دعا خدا نے مسلمانوں کو قرآن میں سکھلائی ہے وہ اس بات
 کو پیش کرتی ہے کہ زمین پر خدا سلوب اسطنت لوگوں کی طرح بیکار نہیں ہے بلکہ اسکا سلسلہ
 ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور مجازات زمین پر جاری ہے اور وہ اپنے عابدوں کو
 مدد دینے کی طاقت رکھتا ہے اور مجرموں کو اپنے غضب سے ہلاک کر سکتا ہے وہ دعا ہے
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ إِيَّاكَ
نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ
أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ آمین۔ ترجمہ

وہ خدا ہی ہے جو تمام تعریفوں کا مستحق ہے یعنی اسکی بادشاہت میں کوئی نقص نہیں اور اسکی خواہیوں کے لئے کوئی ایسی حالت منتظرہ باقی نہیں جو آج نہیں مگر کل حاصل ہوگی اور اسکی بادشاہت کے لوازم میں سے کوئی چیز بیکانہمین تمام عالموں کی پرورش کر رہا ہے بغیر غرض اعمال کے رحمت کرتا ہے اور نیز بعض اعمال رحمت کرتا ہے جز اسنرا وقت مقرر پر دیتا ہے اسی کی ہم عبادت کرتے ہیں اور اسی سے ہم مدد چاہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ہمیں تمام نعمتوں کی راہیں دکھلا اور غضب کی راہوں اور ضلالت کی راہوں سے دور رکھے۔

یہ دعا جو سورۃ فاتحہ میں ہے انجیل کی دعا سے بالکل نفیس ہے کیونکہ انجیل میں زمین پر خدا کی موجودہ بادشاہت ہونے سے انکار کیا گیا ہے پس انجیل کے رو سے زمین پر خدا کی ربوبیت کچھ کام کر رہی ہے نہ رحمانیت نہ رحیمیت نہ قدرت جز اسنرا کیونکہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں آئی۔ مگر سورۃ فاتحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت موجود ہے اسی لئے سورۃ فاتحہ میں تمام لوازم بادشاہت کے بیان کئے گئے ہیں ظاہر ہے کہ بادشاہ میں یہ صفات ہونی چاہئیں کہ وہ لوگوں کی پرورش پر قدرت رکھتا ہو سورۃ فاتحہ میں رب العالمین کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کیا گیا ہے۔ پہر دوسری صفت بادشاہ کی یہ چاہئے کہ جو کچھ اسکی رعایا کو اپنی آبادی کے لئے ضروری سامان کی حاجت ہے وہ بغیر غرض انکی خدمات کے خود رحم خیرانہ سے بجالا دے سوا الرحمن کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کر دیا ہے۔ تیسری صفت بادشاہ میں یہ چاہئے کہ جن کاموں کو اپنی کوشش سے رعایا انجام تک نہ پہنچا سکے انکے انجام کیلئے مناسبہ پر پروردگار رحیم کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کیا ہے چوتھی صفت بادشاہ میں یہ چاہئے کہ بڑا و بڑا پروردگار ہو اسکی رعایا میں تبدل نہ پڑے سوا مالک یوم الدین کی لفظ سے اس صفت کو ظاہر کر دیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ سورۃ موصوفہ بالانے تمام وہ لوازم بادشاہت پیش کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت اور بادشاہی تصرفات موجود ہیں چنانچہ اسکی ربوبیت بھی موجود اور رحمت بھی موجود اور رحیمیت بھی موجود اور سلسلہ امداد بھی موجود اور سلسلہ سنرا بھی موجود غرض جو کچھ بادشاہ کے لوازم میں سے ہوتا ہے زمین پر سب کچھ خدا کا موجود ہے اور ایک ذرہ بھی اس کے حکم سے باہر نہیں

ہر ایک جزا اور سکے ماتہ میں ہے ہر ایک حمت اُسکے ماتہ میں ہے مگر انجیل یہ دعا سکھاتی ہے کہ اہی خدا کی بادشاہت تم میں نہیں آئی اوس کے آنے کے لئے خدا سے دعا مانگا کرو تادہ آجائے یعنی ابھی تک ان کا خدا زمین کا مالک اور بادشاہ نہیں اس لئے ایسے خدا سے کیا امید ہو سکتی ہے سنا اور سمجھو کہ بڑی معرفت یہی ہے کہ زمین کا ذرہ ذرہ ہی ایسا ہی خدا کے قبضہ اقتدار میں ہے جیسا کہ آسمان کا ذرہ ذرہ خدا کی بادشاہت میں ہے اور جیسا کہ آسمان پر ایک عظیم الشان تجلی ہے زمین پر بھی ایک عظیم الشان تجلی ہے بلکہ آسمان کی تجلی تو ایک ایمانی امر ہے عام انسان نہ آسمان پر گئے نہ اوس کا مشاہدہ کیا مگر زمین پر جو خدا کی بادشاہت کی تجلی ہے وہ تو صریح ہر ایک شخص کو آنکھوں سے نظر آ رہی ہے ہر ایک انسان خواہ کیسا ہی دولت مند ہو اپنی خواہش کے مخالف موت کا پیالہ پیتا ہے پس دیکھو اس شاہ حقیقی کے حکم کی کیسی زمین پر تجلی ہے کہ جب حکم آجاتا ہے کوئی اپنی موت کو ایک سکینڈ ہی روک نہیں سکتا۔ ہر ایک خبیث اور ناقابل علاج مرض جب دامگیر ہوتی ہے تو کوئی طبیب ڈاکٹر کو دور نہیں کر سکتا۔ پس غور کرو کیسی خدا کی بادشاہت کی زمین پر تجلی ہے جو اُسکے حکم کو نہیں ہو سکتے۔ پہر کیونکر کہا جائے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ آئندہ کسی زمانہ میں آئیگی دیکھو اسی زمانہ میں خدا کے آسمانی حکم نے طاعون کے ساتھ زمین کو ہلا دیا تا اس کے مسیح موعود کے لئے ایک نشان ہو پس کون ہے جو اسکی مرضی کے سوا اسکو دور کر سکے پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں۔ ہن ایک بدکار قیدیوں کی طرح اسکی زمین میں زندگی بسر کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ کہی نہ مرے لیکن خدا کی سچی بادشاہت اسکو ہلاک کر دیتی ہے اور وہ آخر نیچے ملک الموت میں گرفتار ہو جاتا ہے پہر کیونکہ کہہ سکتے ہیں کہ ابھی تک خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں۔ دیکھو زمین پر ہر روز خدا کے حکم سے ایک ساعت میں کروڑا انسان مر جاتے ہیں اور کروڑا اوس کے ارادہ سے پیدا ہو جاتی ہیں اور کروڑا اوسکی مرضی سے فقیر سے امیر اور امیر سے فقیر ہو جاتے ہیں پہر کیونکر کہہ سکتے ہیں

یہ دعا سکھاتی ہے کہ اہی خدا کی بادشاہت تم میں نہیں آئی اوس کے آنے کے لئے خدا سے دعا مانگا کرو تادہ آجائے یعنی ابھی تک ان کا خدا زمین کا مالک اور بادشاہ نہیں اس لئے ایسے خدا سے کیا امید ہو سکتی ہے سنا اور سمجھو کہ بڑی معرفت یہی ہے کہ زمین کا ذرہ ذرہ ہی ایسا ہی خدا کے قبضہ اقتدار میں ہے جیسا کہ آسمان کا ذرہ ذرہ خدا کی بادشاہت میں ہے اور جیسا کہ آسمان پر ایک عظیم الشان تجلی ہے زمین پر بھی ایک عظیم الشان تجلی ہے بلکہ آسمان کی تجلی تو ایک ایمانی امر ہے عام انسان نہ آسمان پر گئے نہ اوس کا مشاہدہ کیا مگر زمین پر جو خدا کی بادشاہت کی تجلی ہے وہ تو صریح ہر ایک شخص کو آنکھوں سے نظر آ رہی ہے ہر ایک انسان خواہ کیسا ہی دولت مند ہو اپنی خواہش کے مخالف موت کا پیالہ پیتا ہے پس دیکھو اس شاہ حقیقی کے حکم کی کیسی زمین پر تجلی ہے کہ جب حکم آجاتا ہے کوئی اپنی موت کو ایک سکینڈ ہی روک نہیں سکتا۔ ہر ایک خبیث اور ناقابل علاج مرض جب دامگیر ہوتی ہے تو کوئی طبیب ڈاکٹر کو دور نہیں کر سکتا۔ پس غور کرو کیسی خدا کی بادشاہت کی زمین پر تجلی ہے جو اُسکے حکم کو نہیں ہو سکتے۔ پہر کیونکر کہا جائے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ آئندہ کسی زمانہ میں آئیگی دیکھو اسی زمانہ میں خدا کے آسمانی حکم نے طاعون کے ساتھ زمین کو ہلا دیا تا اس کے مسیح موعود کے لئے ایک نشان ہو پس کون ہے جو اسکی مرضی کے سوا اسکو دور کر سکے پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں۔ ہن ایک بدکار قیدیوں کی طرح اسکی زمین میں زندگی بسر کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ کہی نہ مرے لیکن خدا کی سچی بادشاہت اسکو ہلاک کر دیتی ہے اور وہ آخر نیچے ملک الموت میں گرفتار ہو جاتا ہے پہر کیونکہ کہہ سکتے ہیں کہ ابھی تک خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں۔ دیکھو زمین پر ہر روز خدا کے حکم سے ایک ساعت میں کروڑا انسان مر جاتے ہیں اور کروڑا اوس کے ارادہ سے پیدا ہو جاتی ہیں اور کروڑا اوسکی مرضی سے فقیر سے امیر اور امیر سے فقیر ہو جاتے ہیں پہر کیونکر کہہ سکتے ہیں

کہ ابھی تک زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں آسمانوں پر تو صرف فرشتے رہتی ہیں مگر زمین پر آدمی بھی ہیں اور فرشتے بھی جو خدا کے کارکن اور اسکی سلطنت کے خادموں ہیں جن انسانوں کے مختلف کاموں کے محافظ چھوڑے گئے ہیں اور وہ ہر وقت خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنی رپورٹیں بھیجتے رہتے ہیں پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ خدا سب سے زیادہ اپنی زمینی بادشاہت سے ہی پہچانا گیا ہے کیونکہ ہر ایک شخص خیال کرتا ہے کہ آسمان کا راز مخفی اور غیر مشہور ہے بلکہ حال کے زمانہ میں قریباً تمام عیسائی اور ان کے فلاسفر آسمانوں کے وجود کے ہی قائل نہیں جن پر خدا کی بادشاہت کا انجیلوں میں سارا مدار رکھا گیا ہے مگر زمین تو فی الواقع ایک کہ ہماری باؤنچے نیچے ہے اور نہ ہمارے نقصان و قدر کے امور اس پر ایسے ظاہر ہو رہے ہیں جو خود سمجھ آتا ہے کہ یہ سب کچھ تغیر و تبدل اور حدوث اور فنا کسی خاص مالک کے حکم سے ہو رہا ہے پھر کیونکر کہا جائے کہ زمین پر ابھی خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ ایسی تعلیم ایسے زمانہ میں جبکہ عیسائیوں میں آسمانوں کا بڑے زور سے انکار کیا گیا ہے نہایت نامناسب ہے کیونکہ انجیل کی اس دعائیں تو قبول کر لیا گیا ہے کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں اور دوسری طرف تمام محققین عیسائیوں نے سچو دل سے یہ بات مان لی ہے یعنی اپنی تحقیقات جدیدہ سے فیصلہ کر لیا ہے کہ آسمان کچھ چیزیں نہیں ان کا کچھ وجود ہی نہیں پس ماحصل یہ ہوا کہ خدا کی بادشاہت زمین میں ہے نہ آسمان میں آسمانوں سے تو عیسائیوں نے انکار کیا اور زمین کی بادشاہت سے انکی انجیل نے خدا کو جواب دیا تو اب بقول ان کے خدا کے پاس نہ زمین کی بادشاہت ہی نہ آسمان کی مگر ہمارے خدا نے عزوجل نے سورۃ فاتحہ میں نہ آسمان کا نام لیا نہ زمین کا نام اور یہ کہ حقیقت سے ہمیں خبر ہے کہ وہ

رب العالمین ہے یعنی جہاں تک آبادیاں ہیں اور جہاں تک کسی قسم کی مخلوق کا وجود موجود ہے خواہ اجسام خواہ ارواح ان سب کا پیدا کر نیوالا اور پرورش کرنے والا خدا ہے جو ہر وقت انکی پرورش کرتا ہے اور ان کے مناسب حال ان کا انتظام کرتا ہے

اور تمام عالموں پر ہر وقت ہر دم اسکا سلسلہ ربوبیت اور رحمانیت اور رحمتیت اور جبروت کا جاری ہے۔ اور یاد رہے کہ سورہ فاتحہ میں فقرہ **مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ** سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ قیامت کو جزا سزا ہوگی بلکہ قرآن شریف میں بار بار اور صاف صاف بیان کیا گیا ہے کہ قیامت تو مجازات کبریٰ کا وقت ہے مگر ایک قسم کی مجازات اسی دنیا میں شروع ہے جسکی طرف آئیہ جیل لکھو فرقانا اشارہ کرتی ہے۔ اب یہ بات بھی سنو کہ جیل کی دعائیں تو ہر روزہ روٹی مانگی گئی ہے جیسا کہ کہا کہ ہماری روزانہ روٹی آج بہن بخش "مگر تعجب کہ جسکی ابھی تک میں پر بادشاہت نہیں آئی وہ کیونکر روٹی دیکھتا ہے ابھی تک تو تمام کہیت اور تمام پہل نہ اس کے حکم سے بلکہ خود بخود دیکھتے ہیں اور خود بخود بارشیں ہوتی ہیں اسکا کیا اختیار ہے کہ کسیکو روٹی دے جب بادشاہت زمین پر آجائے گی تب اس سے روٹی مانگنی چاہئے ابھی تو وہ ہر ایک مینی چیز سے بیدخل ہے جب اس عاید پر پورا قبضہ پاٹیکا تب کسیکو روٹی دے سکتا ہے اور اسوقت اس سے مانگنا ہی زیادہ ہے اور پہلے کے بعد یہ قول کہ جس طرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اپنے قرض کو ہمیں بخش دے اس صورت میں یہ ہی صحیح نہیں ہے کیونکہ زمین کی بادشاہت ابھی اسکو حاصل نہیں اور ابھی عیسائیوں نے کچھ اس کے ہاتھ سے لیکر کہا یا نہیں تو پھر قرضہ کو نسا ہوا پس ایسے تہیدست خدا سے قرضہ بخشوانے کی کچھ ضرورت نہیں اور نہ اس سے کچھ خوف ہے کیونکہ زمین پر ابھی اسکی بادشاہت نہیں اور نہ اسکی حکومت کا تازیانہ کوئی رعب بٹھا سکتا ہے۔ کیا مجال کہ وہ کسی مجرم کو سزا دے سکے یا موتی کے زمانہ کی نافرمان قوم کی طرح طاعون سے ہلاک کر سکے یا قوم لوط کی طرح ان پر پتھر برسا سکے یا زلزلہ یا بجلی یا کسی اور عذاب سے نافرمانوں کو نابود کر سکے کیونکہ ابھی خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں پس چونکہ عیسائیوں کا خدا ایسا ہی کمزور ہے جیسا کہ اسکا بیٹا کمزور تھا اور ایسا ہی بیدخل ہے جیسا اسکا بیٹا بیدخل تھا تو پہلے اس سے ایسی دعائیں مانگنا لامحالہ ہیں کہ ہمیں قرض بخش دے اس نے کب قرض دیا تھا جو بخش دے کیونکہ ابھی تک تو اسکی زمین کی بادشاہت نہیں جبکہ اسکی زمین پر بادشاہت

ہی نہیں تو زمین کی روئیدگی اُسے حکم سے نہیں اور زمین چیزیں اسکی نہیں بلکہ خود بخود ہی
ہیں کیونکہ اسکا زمین پر حکم نافذ نہیں اور جبکہ زمین پر وہ منہ مارتا اور بادشاہ نہیں اور کوئی
زمینی آسائش اس کے شانہ حکم سے نہیں تو اسکو سزا کا اختیار ہے نہ حق حاصل لہذا ایسا کمزور اپنا
خدا بنانا اور اس سے زمین پر ہر کسی کا روئائی کی امید رکھنا حماقت ہے کیونکہ ابھی اسکی
زمین پر بادشاہی نہیں لیکن سورۃ فاتحہ کی دعا میں سکھلائی ہے کہ خدا کو زمین پر مہرقت ہی
اقتدار حاصل ہے جیسا کہ اور عالموں پر اقتدار حاصل ہے اور سورۃ فاتحہ کے سر پر خدا کے
اُن کامل اقتداری صفات کا ذکر ہے جو دنیا میں کسی دوسری کتاب نے ایسی صفائی سے ذکر نہیں
کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ رحمان ہے وہ رحیم ہے وہ مالک یوم الدین ہے پس
سے دعا مانگنے کی تعلیم کی ہے اور دعا جو مانگی گئی ہے وہ مسیح کی تعلیم کردہ دعا کی طرح صرف
ہر روز روٹی کی درخواست نہیں بلکہ جو انسانی فطرت کو ازل سے استعداد بخشی گئی ہے
اور اسکو پیاس لگادی گئی ہے وہ دعا سکھلائی گئی ہے اور وہ یہ ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی اے ان کامل صفتوں کے مالک
اور ایسے فیاض کہ ذرہ ذرہ تجھ سے پرورش پاتا ہے اور تیری رحمانیت اور رحیمیت اور قدرت
جو اسرا سے تم سے اٹھتا ہے تو ہمیں گندشتہ رستبازوں کا وارث بنا اور ہر ایک نعمت جو انکو
دی ہے ہمیں بھی دے اور ہمیں بچا کہ ہم نافرمان ہو کر مودع غصب نہ ہو جائیں اور ہمیں بچا کہ
ہم تیری مدد سے بے نصیب نہ ہو گمراہ نہ ہو جاویں۔ آمین +

اب اس تمام تحقیقات سے انجیل کی دعا اور قرآن کی دعائیں فرق ظاہر ہو گیا کہ انجیل
تو خدا کی بادشاہت آنیکا ایک وعدہ کرتی ہے مگر قرآن بتلاتا ہے کہ خدا کی بادشاہت تم میں
موجود ہے نہ صرف مگر جو دیکھو علیٰ طویر تم پر فیض ہی جاری ہیں غرض انجیل میں تو صرف ایک وعدہ
ہی ہے مگر قرآن نہ محض وعدہ بلکہ قائم شدہ بادشاہت اور اس کے فیض کو دکھاتا ہے اب قرآن
کی فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ وہ اس خدا کو پیش کرتا ہے جو اسی زندگی دنیا میں راستبازوں
کا مہی اور آرام دہ ہے اور کوئی نفس اس کے فیض سے خالی نہیں بلکہ ہر ایک نفس پر حسب

اس کے ریویو بیت اور رحمانیت اور رحیمیت کا فیض جاری ہے مگر انجیل اس قدر کمزور کرتی ہے جو ابھی اسکی بادشاہت دنیا میں نہیں آئی صرف وعدہ ہے اب پورا ہوا ہے۔
قابل پیروی سمجھتی ہے حافظ شیرازی نے سچ کہا ہے۔

میرید پیر معانم زم من منج ای شیخ بد چر کہ وعدہ تو کردی واد بجا آرد

اور انجیلوں میں حلیمون وغریبوں مسکینوں کی تعریف کی گئی ہے اور نیزان کی تعریف جو ستارے جالتے ہیں اور مقابلہ نہیں کرتے مگر قرآن صرف یہی نہیں کہتا کہ تم بہت مسکین بنے رہو اور شر کا مقابلہ نہ کرو بلکہ کہتا ہے کہ علم اور سکینہ اور غربت اور ترک مقابلہ چھوٹا ہے مگر اگر بے محل استعمال کیا جائے تو بڑا ہے پس تم محل اور موقعہ کو دیکھ کر ہر ایک نیکی کرو کیونکہ وہ نیکی بدی ہے جو محل اور موقعہ کے برخلاف ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ مینہ کس قدر چھوٹا اور ضروری چیز ہے لیکن اگر وہ یہ موقعہ ہو تو وہی تباہی کا موجب ہو جاتا ہے تم دیکھتے ہو کہ ایک ہی سو غذا یا گرم غذا کی مدد تمہاری صحت قایم نہیں رہ سکتی بلکہ صحت بہت ہی قایم ہوگی جب موقعہ اور محل کے موافق تمہارے کہانے اور پینے کی چیزوں میں تبدیلی ہوتی رہے پس دلہنشی اور رمی اور عفو اور استقام اور دُعا اور بد دُعا اور دوسرے اخلاق میں جو تمہارے لئے مصلحت وقت پر وہ بھی ہی تبدیلی کو چاہتی ہے اعلیٰ درجہ کے حلیم اور خلیق بنو لیکن نہ بے محل اور یہ موقعہ اور ساتھ اس کے یہ بھی یاد رکھو کہ حقیقی اخلاق فاضلہ کے ساتھ نفسانی غرض کی کوئی زہریلی آئینہ نہیں وہ اوپر سے بذریعہ روح القدس آتے ہیں سو تم ان خلائ فاضلہ کو محض اپنی کوششوں سے حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم کو اوپر سے وہ خلاق عنایت نہ کہے بائیں اور ہر ایک جو آسمانی فیض سے بذریعہ روح القدس اخلاق کا صلہ نہیں پاتا وہ اخلاق کے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور اسکے پانی کے نیچے بہت سا کیچڑ ہے اور بہت گوبر ہے جو نفسانی جوشوں کے وقت ظاہر ہوتا ہے سو تم خدا سے ہر وقت قوت لگھو جس کیچڑ اور گوبر کو تم نجات پاؤ اور روح القدس تم میں سچی طہارت اور لطافت پیدا کرے۔ یاد رکھو کہ سچ و پاک اخلاق راستبازوں کا معجزہ ہے جنہیں کوئی غیر شریک نہیں کہتا وہ جو

میں جو نہیں ہوتے وہ ادھر سے قوت نہیں پاتے۔ اُنکے لئے ممکن نہیں کہ وہ پاک اخلاق حاصل کر سکیں سو تم اپنے خدا سے صاف بڑھ کر اٹھنا ہنسی کینہ وری گندہ زبانی لالچ جو ٹھہرے بدکاری بد نظری بد خیالی دنیا پرستی تکبر غرور خود پسندی شرارت کج بحثی سب چھوڑ دو۔ پھر یہ سب کچھ تمہیں آسمان سے ملیگا۔ جب تک وہ طاقت بالابو تمہیں اوپر کی طرف کھینچ کر لیجائے تمہارے مثال حال نہ ہو اور روح القدس جو زندگ بخشتا ہے تم میں داخل نہ ہو تب تک تم بہت ہی کمزور اور تاریکی میں پڑے ہوئے ہو بلکہ ایک عہدہ ہو جس میں جان نہیں اس حالت میں نہ تو تم کسی مصیبت کا مقابلہ کر سکتے ہو نہ قیال اور دولت مند کی کی حالتیں کبر اور غرور سے بچ سکتے ہو اور ہر ایک پہلو سے تم شیطان اور نفس کے مغلوب ہو سو تمہارا علاج تو حقیقت ایک ہی ہے کہ روح القدس جو خاص خدا کے ماتھے پر آتی ہے تمہارا موٹہ نیکی اور استبازی کی طرف پھیر دے تم اپنا دماغ اسما بنو نہ انار الارض اور نیکی کے وارث بنو نہ تاریکی کے عاشق تا تم شیطان کی گزر گاہوں سے امن میں آ جاؤ کیونکہ شیطان کو ہمیشہ رات سے غرض ہے دن سے کچھ غرض نہیں کیونکہ وہ پورا ناچور ہے جو تاریکی میں قدم رکھتا ہے۔

سورۃ فاتحہ نری تعلیم ہی نہیں بلکہ اسمیں ایک نئی پیشگوئی بھی ہے اور وہ کہ خدا نے اپنی چاروں صفات ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت۔ مالکیت یوم الدین یعنی اقتدار جزا سزا کا ذکر کر کے اور اپنی عام قدرت کا اظہار فرما کر پھر اسکے بعد کہ تو نہیں یہ دعا سکھائی ہے کہ خدایا ایسا کہ گذشتہ استبانیوں رسولوں کے ہم وارث ٹھہرائی جائیں اگلی راہ ہم بھولی جائے اُنکی نعمتیں ہم کو دی جائیں خدایا ہمیں اس سے بچا کہ ہم اس قسم میں ہو جان جن پر دنیا میں ہی تیرا عذاب نازل ہو یعنی یہود جو حضرت عیسیٰ مسیح کے وقت میں تھے جو وہ عہدوں سے ہلاک کی گئی۔ خدایا ہمیں اس سے بچا کہ ہم اس قسم میں نہ ہو جائیں جن کو شامل مال تیری رہنمائی نہ ہوئی اور وہ گمراہ ہو گئی یعنی نصاریٰ اس دعا میں یہ پیشگوئی مخفی ہے کہ بعض مسلمانوں میں سے ایسے ہو گئے کہ وہ اپنے صدق و صفا کی جہ سے پہلے

نیوین کے وارث ہو جائیں گے اور نبوت اور رسالت کی نعمتیں پائیں گے اور بعض ایسے ہوں گے کہ وہ یہودی صفت ہو جائیں گے جنہ دنیا میں ہی عذاب نازل ہوگا اور بعض ایسے ہوں گے کہ وہ عیسائیت کا جام پہن لیں گے۔ کیونکہ خدا کی کلام میں یہ سنت مستمرہ ہے کہ جب ایک قوم کو ایک کام سے منع کیا جاتا ہے تو ضرور بعض انہیں سے ایسے ہوتے ہیں کہ خدا کے علم میں اُس کام کے مرتکب ہوئے نکلے ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ وہ نیکی اور سعادت کا حصہ لیتے ہیں ابتداء دنیا سے اخیر تک جس قدر خدا نے کتاب میں بھیجی ان تمام کتابوں میں خدا تعالیٰ کی یہ قدیم سنت ہے کہ جب وہ ایک قوم کو ایک کام سے منع کرتا ہے یا ایک کام کی رغبت دیتا ہے تو اس کے علم میں یہ مقدم ہوتا ہے کہ بعض اُس کام کو کرینگے اور بعض نہیں۔ پس یہ سورۃ پیشگوئی کر رہی ہے کہ کوئی فرد اس امت میں سے کامل طور پر نیوین کے رنگ میں ظاہر ہوگا تا وہ پیشگوئی جو آیت صراط الذین نعمت علیہم سے مستنبط ہوتی ہے وہ اکل اور اتم طور پر پوری ہو جائے۔ اور کوئی گروہ انہیں سے ان یہودیوں کے رنگ میں ظاہر ہوگا جنہ حضرت عیسیٰ نے لعنت کی تھی اور وہ عذاب میں مبتلا ہوئے تھے تا وہ پیشگوئی جو آیت غیر المغضوب علیہم سے مستنبط ہوتی ہے ظہور پذیر ہو۔ اور کوئی گروہ انہیں سے عیسائیوں کے رنگ میں ہو جائیگا عیسائی بن جائیگا جو خدا کی رہنمائی سے وجہ اپنی شراب خواری اور اباحت و فسق و فجور کے بے نصیب ہو گئے تا وہ پیشگوئی جو آیت فلا الضالین سے مترشح ہو رہی ہے ظاہر ہو جائے۔ اور چونکہ یہ بات مسلمانوں کے عقیدہ میں داخل ہے کہ آخری زمانہ میں ہزار ہا مسلمان کہلانے والے یہودی صفت ہو جائیں گے اور قرآن شریف کی کئی ایک مقامات میں بھی یہ پیشگوئی موجود ہے اور صد ہا مسلمانوں کا عیسائی ہو جانا یا عیسائیوں کی سی بے قید اور آزاد زندگی اختیار کرنا خود مشہود اور محسوس ہو رہا ہے بلکہ بہت سے لوگ مسلمان کہلانے والے ایسے ہیں کہ وہ عیسائیوں کی طرز معاشرت پسند کرتے ہیں اور مسلمان کہلا کر نماز روزہ اور حلال اور حرام کے احکام کو بُری نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یہ دونوں فرقے یہودی صفت

اور عیسائی صفت اس ملک میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں تو یہ دو پیشگوئیاں سورۃ فاتحہ کی
تو تم پوری ہوتی دیکھ چکے ہو اور چشم خود مشاہدہ کر چکے ہو کہ کس قدر مسلمان یہودی صفت
اور کس قدر عیسائیوں کے لباس میں ہیں۔ تو اب تیسری پیشگوئی خود ماننے کے لائق ہے کہ
جیسا کہ مسلمانوں نے یہودی عیسائی بننے سے یہود نصاریٰ کی بدی کا حصہ لیا ایسا ہی ان کا حق
نہا کہ بعض افراد ان کے اُن مقدس لوگوں کے مرتبہ اور مقام سے بھی حصہ لین جو بنی اسرائیل
میں گذر چکے ہیں یہ خدا تعالیٰ پر بظنی ہے کہ اس نے مسلمانوں کو یہود نصاریٰ کی بدی کا
تو حصہ دار ٹھہرا دیا ہے یہاں تک کہ ان کا نام یہود بھی رکھ دیا مگر ان کے رسولوں اور نبیوں کے مراتب
میں سے اس امت کوئی حصہ نہ دیا پھر یہ امت خیر الامم کس وجہ سے ہوئی بلکہ شر الامم ہوئی
کہ ہر ایک نمونہ شر کا انکو ملا مگر نیکی کا نمونہ نہ ملا۔ کیا ضرور نہیں کہ اس امت میں بھی کوئی نبیوں
اور رسولوں کے رنگ میں نظر آوے جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں کا وارث اور ان کا
ظل ہو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے بعید ہے کہ وہ اس امت میں اس زمانہ میں ہزار ہا
یہودی صفت لوگ تو پیدا کرے اور ہزار ہا عیسائی مذہب داخل کرے مگر ایک شخص بھی ایسا
ظاہر نہ کرے جو انبیاء گزشتہ کا وارث اور ان کی نعمت پانے والا ہوتا پیشگوئی جو آیت
اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم سے مستنبط ہوتی ہے وہ بھی ایسی
ہی پوری ہو جائے جیسا کہ یہودی اور عیسائی ہونیکی پیشگوئی پوری ہو گئی اور جس حالت
میں اس امت کو ہزار ہا بڑے نام و شو گئے ہیں اور قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے
کہ یہود ہو جانا بھی ان کے نصیب میں ہی تو اس صورت میں خدا کے فضل کا خودیہ مقتضا ہوتا
چاہیے تھا کہ جیسے گزشتہ نصاریٰ سے انہوں نے بُری چیزیں لین اسی طرح وہ نیکیاں چیز
کے بھی وارث ہوں اسی لئے خدا نے سورۃ فاتحہ میں آیت اهدنا الصراط المستقیم
میں بشارت دی کہ اس امت کے بعض افراد انبیاء گزشتہ کی نعمت بھی پائیں گے نہ یہ کہ
نرسے یہود ہی بنیں یا عیسائی بنیں اور ان قوموں کی بدی تو لے لین مگر نیکی نہ لے سکیں
اسی کی طرف سورۃ تحریم میں بھی اشارہ کیا ہے کہ بعض افراد امت کی نسبت فرمایا ہے کہ

وہ مریم صدیقہ سے مشابہت کہیں گے جس نے پارسائی اختیار کی تب اُس کے جسم
میں عیسیٰ کی روح پہونکی گئی اور عیسیٰ اس سے پیدا ہوا اس آیت میں اس بات کی طرف
اشارہ تھا کہ اس امت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اسکو ملیگا پھر سمین عیسیٰ کی
روح پہونکی جاوے گی تب مریم میں سے عیسیٰ نکل آئے گا یعنی وہ مریم کی صفات سے عیسوی صفات
کی طرف منتقل ہو جائے گا گویا مریم ہونے کی صفات سے عیسیٰ ہونیکا پھر دیا اور اس طرح پر
وہ ابن مریم کہلائیگا جیسا کہ براہین احمدیہ میں اول میر نام مریم رکھا گیا اور اسی کی طرف اشارہ
ہے الہام صفحہ ۴۴ میں اور وہ یہ ہے کہ اُنّی لکھنا یعنی اے مریم تو نے یہ نعمت
کہان سے پائی اور اسی کی طرف اشارہ ہے صفحہ ۲۲۶ میں یعنی اس الہام میں کہ کھنّ الیک
بجنع النخلۃ یعنی اے مریم کچور کے تنہ کو ملا۔ اور پھر اُس کے بعد صفحہ ۴۹۶ میں براہین احمدیہ
میں یہ الہام ہے یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة نفخت فیک من لدنی
روح الصدق یعنی اے مریم تو مجھ اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہوئے تھے
میں اپنے پاس سے صدق کی روح پہونکے دی۔ خدا نے اس آیت میں میر نام روح الصدق
رکھا۔ یہ اس آیت کے مقابل پر ہے کہ نفختا فید من روحنا پس اس جگہ گویا استعارہ کے
رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح بجا پڑی جبکہ نام روح الصدق ہے پھر سب کے
آخر صفحہ ۵۵۶ میں احمدیہ میں وہ عیسیٰ جو مریم کے پیٹ میں بنا اسکے پیدا ہونیکے بارے
میں یہ الہام ہوا۔ یا عیسیٰ متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین تبعول فوق
الذین کفرو الی یوم القیمہ۔ اس جگہ میر نام عیسیٰ رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ
عیسیٰ پیدا ہو گیا جسکے روح کا نفخ صفحہ ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ پس اس لحاظ سے میں عیسیٰ
بن مریم کہلایا کیونکہ میری عیسوی حیثیت میری حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی دیکھو۔
صفحہ ۴۹۶ اور صفحہ ۵۵۶ میں احمدیہ۔ اور اسی واقعہ کو سورۃ تحریم میں بطور شکر کی کمال
تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم اس امت میں اس طرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد
اس امت کا مریم بنایا جائیگا اور پھر بعد اسکے اس مریم میں عیسیٰ کی روح پہونکے گی جسکے

پس وہ مریمؑ کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائے گا اور اس طرح پر وہ عیسیٰ بن مریم کہلائے گا یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بار میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورۃ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہو اور پھر براہین احمدیہ میں سورۃ التحریم کے ان آیات کی خدا تعالیٰ نے خود تفسیر فرمادی ہے قرآن شریف موجود ہے ایک طرف قرآن شریف کو رکھو اور ایک طرف براہین کو اور پھر انصاف اور عقل اور قنوتی سے سوچو کہ وہ پیشگوئی جو سورۃ تحریم میں تھی یعنی یہ کہ اس امت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائیگا اور پھر مریم سے عیسیٰ بنایا جائیگا گویا اس میں سے پیدا ہوگا وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی گی کیا یہ انسان کی قدرت کے کیا یہ میرے اختیار میں تھا اور کیا میں اس وقت موجود تھا جبکہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنائیکے لئے کوئی آیت اتاری جائے اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جا کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے اور کیا آج سے بنیسا بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھنا اور پھر آگے چل کر افترا کے طور پر یہ الہام بنانا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پہونکی گئی اور پھر آخر کا صفحہ ۵۶۵ براہین احمدیہ میں یہ لکھ دیتا کہ اب میں مریم میں سے عیسیٰ بن گیا۔ اے عزیز و غور کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں اگر براہین احمدیہ کی تالیف کی وقت جس پر ایک زمانہ گزر گیا ہے اس منصوبہ کا خیال نہوتا تو میں سے براہین احمدیہ میں یہ لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا سوچو نہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اس لئے گو اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ سہ نظام ہے دو برس تک صفت مریمیت میں بیٹے پرورش پائی اور پردی میں نشوونما پاتا رہا پھر جب اس برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی

طرح عیسیٰؑ کی روح مجاہدین نفع کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر
کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذر بیج اس الہام کے جو سب سے آخر
برامین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۱۵۵ میں درج ہے مجھے مریمؑ سی عیسیٰؑ بنایا گیا پس اس طور سے
میں ابن مریمؑ ٹھہرا اور خدا نے برامین احمدیہ کے وقت میں اس سرخنی کی مجھے خبر نہ دی حالانکہ
وہ سب خدا کی وحی جو اس زار پر شتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور برامین میں درج ہوئی
مگر مجھے اس کے معلوم اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا
رسمی عقیدہ برامین احمدیہ لکھ دیا تا سیری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو وہ لکھنا جو الہامی
نہ تھا محض رسمی تھا مخالفوں کے لئے قابل استناد نہیں کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ
نہیں جب تک کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھا دے سو اس وقت تک حکم الہی کا یہی تقاضا
تھا کہ برامین احمد کے بعض الہامی اسرار میری سمجھ میں نہ آئے مگر جب وقت گیا تو وہ
اسرار مجھے سمجھائے گئے تب تک معلوم کیا کہ میرے اس دعویٰ میں جو موعود ہو میں کوئی نئی بات
نہیں یہ وہی دعویٰ ہے جو برامین احمدیہ میں بار بار تبصریح لکھا گیا ہے۔ اس جگہ ایک اور
الہام کلہی ذکر کرتا ہوں اور عجیب یاد نہیں کہ میں نے وہ الہام اپنے کسی سالہ یا اشتہاد میں شائع
کیا ہے یا نہیں لیکن یہ یاد ہے کہ صد ہا لوگوں کو میں نے سنایا تھا اور میری یادداشت کو الہام
میں موجود ہے اور وہ اس زمانہ کا ہے جب کہ خدا نے مجھے پہلے مریمؑ کا خطاب دیا اور پھر نفع
روح کا الہام کیا۔ پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا فاجاءھا الخاضع المجذع الخلة قالت
یا الیتمی منت قبل هذا وکنت نسیا منسیا یعنی یہ مریمؑ کو جو مراد اس عاجز سے ہے
دور وہ تنہا کچھ رکھ طرف لے آئی یعنی عوام الناس اور جاہلون اور بے سمجھ علماء سے واسطہ
پڑا جسکے پاس ایمان کا پہل نہ تھا جنہوں نے تکفیر تو میں کی اور گالیان دین اور ایک طوفان
برپا کیا تب مریمؑ نے کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا یہ
اس شور کی طرف اشارہ ہے جو ابتدا میں مولویوں کی طرف سے یہیئت مجسمہ کی پڑا اور
وہ اس دعویٰ کی برداشت نہ کر سکے اور مجھے ہر ایک جیل سے سوانہوں نے فنا کرنا چاہا

تب اس وقت جو کرب اور قلق نا سمجھوں کا شور و غوغا دیکھ کر میری دل پر گزرا اسکا سجدہ خدا تعالیٰ نے نقشہ کھینچ دیا ہے اور اس کے متعلق اور بھی الہام ہے جیسا لقد جئت شیئا فریاً۔ ما کان ایوک اھراً سوء و ما کانت امک بغیا اور پھر اس کے ساتھ کا الہام براہین احمد کے صفحہ ۵۲ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ الیس اللہ بکاف عبدک و لنجعلہ ایتہ للناس رحمة منا و کان امر مقضیا قول الحق الذی فیہ تمیزون دیکھو براہین احمد یہ صفحہ ۵۱۶ سطر ۱۲ و ۱۳۔ ترجمہ اور لوگوں نے کہا کہ اسے مریم تو نے یہ کیا کر وہ اور قابل نفرین کام دکھلایا جو راستے سے دور ہے تیسرا بائپ اور تیری مان تو ایسے نہ تھے مگر خدا ان تہمتوں سے اپنے بندہ کو بری کرے گا اور ہم اسکو لوگوں کے لئے ایک نشان بنا دیں گے اور یہ بات ابتداء سے مقدس تھی اور ایسا ہی ہونا تھا یہ عیسیٰ بن مریم ہے جسے لوگ شک کر رہے ہیں یہی قول حق ہے۔ یہاں براہین احمد یہ کی عبارت ہے اور یہ الہام اصل میں آیات قرآنی ہیں جو حضرت عیسیٰ اور ان کی مان کے متعلق ہیں۔ ان آیتوں میں جس عیسے کو لوگوں نے ناجائز پیدایش کا انسان قرار دیا ہے اُسی کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اسکو اپنا نشان بنائیں گے اور یہی عیسیٰ ہے جسکی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا کہ ہم اس کو نشان بنا دیں گے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آئینہ والا تھا جسے لوگ شک کرتے ہیں یہی حق ہے اور آنے والا ہی ہے اور شک محض نفسی ہے جو خدا کے اسرار کو نہیں سمجھتے اور صورت پرست ہیں حقیقت پر انکی نظر نہیں

بڑا نوٹ۔ اس الہام پر مجھے یاد آیا کہ بٹالہ میں فضل شاہ یا ہر شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب سے بہت محبت کرتے تھے اور بہت تعلق تھا جب میری دعویٰ مسیح موعود ہوئی کسی انکو خبر دی تو وہ بہت رکو اور کہا کہ انکے والد صاحب بہت بھگت آدمی تھے یہ شخص کس پر پیدا ہوا ان کا باپ تو نیکے راج اور افتر کے کاموں دور اور سید با اور صاف دل مسلمان بنا یا یہی بہتوں نے کہا کہ تم نے اپنے خاندان کو داغ لگایا کہ ایسا دعویٰ کیا۔ منہ

یہی یاد رہے کہ سورۃ فاتحہ کے عظیم الشان مقاصد میں سے یہ دعا ہے کہ اھذا
 الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ اور جس طرح انجیل کی دعائیں ملی
 مانگی گئی ہے اس دعائیں خدا تعالیٰ سے وہ تمام نعمتیں مانگی گئی ہیں جو پہلے یسوع اور
 بنیوں کو دی گئی تھیں یہ مقابلہ ہی قابل نظر ہے اور جس طرح حضرت یسوع کی دعا قبول ہو کر
 عیسا یونکو روٹی کا سامان بہت کچھ مل گیا ہے اسی طرح یہ قرآنی دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ذریعہ سے قبول ہو کر اختیار و ابرار سلمان بالخصوص ان کے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل
 کے وارث ٹرائے گئے اور دراصل یسوع موعود کا اس امت میں سے پیدا ہوتا یہی دعا
 کی قبولیت کا نتیجہ ہے کیونکہ کو مخفی طور پر بہت سے اختیار و ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی
 مائیت کا حصہ لیا ہے مگر اس امت کا یسوع موعود کہلے کہلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے
 اسرائیلی مسیح کے مقابل کھڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مائیت سمجھ آجائے
 اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے یہاں تک
 کہ اس ابن مریم پر اتنا ہی اسرائیلی ابن مریم کی طرح آٹے اول حبیبہ عیسیٰ ابن مریم محض خدا
 کے نفع سے پیدا کیا گیا اسی طرح یہ مسیح ہی سورۃ تخریم کے وعدہ کے موافق محض خدا کے
 نفع سے مریم کے اندر پیدا کیا گیا اور حبیبہ عیسیٰ ابن مریم کی پیدائش پر بہت شور مچا
 اور اندھے مخالفوں نے مریم کو کہا لقد جئت شیئا فریاً اسی طرح اس جگہ بھی کہا گیا
 اور شور مچا یا گیا اور حبیبہ عیسیٰ ابن مریم کے وضع حمل کے وقت مخالفوں
 کو عیشے کی نسبت جواب دیا ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمة منا وکان امرامقضیاً
 یہی جواب خدا تعالیٰ نے میری نسبت براہین احمدیہ میں روحانی وضع حمل کے وقت
 جو ہتکارہ کے رنگ میں تھا مخالفوں کو دیا اور کہا کہ تم اپنے فریبوں سے اسکو نابود
 نہیں کر سکتے میں اس کو لوگوں کے لئے رحمت کا نشان بناؤں گا اور ایسا ہونا
 ابتدا سے مقدر تھا۔ اور پھر جس طرح یہودیوں کے علماء نے حضرت عیسیٰ پر فتویٰ تکفیر کا کیا
 اور ایک شریر فاضل یہودی نے وہ اسفنا و طیار کیا اور دوسرے فاضلوں نے اس پر فتویٰ

نہیں کہ ان کا مقابلہ کرے اور خدا کا مقابلہ عاجز اور ذلیل انسان کیا کر سکے یہ نوہ بنیادی
 اینٹ ہے جو خدا کی طرف سے ہے ہر ایک جو اس اینٹ کو توڑنا چاہیگا وہ توڑ نہیں سکیگا
 مگر یہ اینٹ جب اسپرٹ کی تو اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگی کیونکہ اینٹ خدا کی اور مانتہ خدا کا ہے
 اور دوسری اینٹ میرے مخالفوں نے طیار کر کے اس کے مقابل پر رکھ دی کہ میرے بل
 پر وہ کام کئے جو اس وقت کے یہودیوں نے کئے تھے یہاں تک کہ میرے ہلاک کر نیکے
 لئے ایک خون کا مقدمہ ہی بنایا گیا جسکی میرے خدا نے مجھے پہلے خبر دی تھی وہ مقدمہ
 جو میرے پر بنایا گیا وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے مقدمہ سے بہت سخت تھا کیونکہ حضرت
 عیسیٰ پر جو مقدمہ کیا گیا اسکی بنا محض ایک مذہبی اختلاف پر تھی جو حاکم کے نزدیک ایک
 خفیف بات تھی بلکہ کچھ ہی نہ تھی مگر میرے پر جو مقدمہ کھڑا کیا گیا وہ اقدام قتل کا دعویٰ تھا اور
 جیسا کہ مسیح کے مقدمہ میں یہودی مولویوں نے جا کر گواہی دی تھی ضرور تھا کہ اس مقدمہ
 میں بھی کوئی مولویوں میں سے گواہی دیتا اسلئے اس کام کے لئے خدا نے مولوی محمد حسین
 بٹالوی کو انتخاب کیا اور وہ ایک بڑا المناجیبہ ہیں گواہی کے لئے آیا اور جیسا کہ سردار کا
 مسیح کو صلیب دلا نیکے لئے عدالت میں گواہی دینے کے لئے آیا تھا یہ بھی موجود ہوئے
 صرف فرق اس قدر تھا کہ سردار کاہن کو سیلاطوس کی عدالت میں کرسی ملی تھی کیونکہ
 یہودیوں کے معزز بزرگوں کو گورنمنٹ رومی میں کرسی ملتی تھی اور بعض انہیں سواذری
 جھڑپ بھی تھے اسلئے اس سردار کاہن نے عدالت کے قواعد کے لحاظ سے کرسی
 پاٹی اور مسیح ابن مریم ایک مجرم کی طرح عدالت کے سامنے کھڑا تھا۔ لیکن میرے مقدمہ
 میں اس کے برعکس ہوا یعنی یہ کہ برخلاف دشمنوں کی امیدوں کے کپتان ڈوکلس نے جو
 سیلاطوس کی جگہ عدالت کی کرسی پر تھا مجھے کرسی دی اور یہ سیلاطوس مسیح ابن مریم کے
 سیلاطوس کی نسبت زیادہ بااخلاق ثابت ہوا کیونکہ عدالت کے امر میں وہ دلیری اور تقاضا من
 سے عدالت کا پابند رہا اور بالائی سفارشوں کی اس نے کچھ ہی پروا نہ کی اور قومی اور مذہبی
 خیال نے ہی اس میں کچھ تغیر پیدا نہ کیا اور اسلئے عدالت پر پورا قدم مارنے سے ایسا عمدہ

مشورہ دے دیا کہ اگر اسکے وجود کو قوم کا فخر اور حکام کے لئے نمونہ سمجھا جائے تو بیجا نہ ہوگا عدالت
 ایک مشکل امر ہے جتنک انسان تمام تعلقات سے علیحدہ ہو کر عدالت کی کرسی پر نہ بیٹھے
 تہتک اس فرض کو عمدہ طور پر یاد نہیں کر سکتا مگر ہم اس سچی گواہی کو ادا کرنے ہیں کہ اس
 پیلاطوس نے اس فرض کو پورے طور پر یاد کیا۔ اگرچہ پہلے پیلاطوس جو رومی تھا اس فرض کو
 چھپے طور پر یاد نہیں کر سکا اور اسکی بزدلی نے مسیح کو بڑی بڑی تکالیف کا نشانہ بنایا یہ فرق
 ہماری جماعت میں ہمیشہ تذکرہ کے لائق ہے جتنک کہ دنیا قائم ہے اور جیسے جیسے عفت
 لاکھوں کروڑوں افراد تک پہنچے گی ویسی ویسی تعریف کیا تہہ اس نیک نیت حاکم کا تذکرہ
 رہے گا اور یہ اسکی خوش قسمتی ہے کہ خدا نے اس کام کے لئے اسی کو چنا۔ ایک حاکم کے لئے کس قدر
 یہ امتحان کا موقعہ ہے کہ دو فریق اسکے پاس آویں کہ ایک انہیں سے انکو مذہب کا مشنری ہے
 اور دوسرا فریق وہ ہے جو اسکے مذہب کا مخالف ہے اور اسکے پاس بیان کیا گیا ہے کہ
 وہ اسکے مذہب کا سخت مخالف ہو لیکن اس بہادر پیلاطوس نے اس امتحان کو بڑے
 استدلال سے برشت کر لیا اور اسکو ان کتابوں کے مقام دکھائے جنہیں کم فہمی سے عیسائی مذہب کی
 نسبت سخت الفاظ سمجھے گئے تھے اور ایک مخالفانہ تحریک کی گئی تھی مگر اسکے چہرہ پر کچھ تغیر پیدا نہ ہوا
 کیونکہ وہ اپنی روشن کائنات سے حقیقت تک پہنچ گیا تھا اور چونکہ اسے مقدمہ کی اصلیت
 کو سچے دل سے تلاش کیا اسلئے خدا نے اسکی مدد کی اور اسکے دل پر سچائی کا الہام کیا اور اس پر
 واقعی حقیقت کہولی گئی اور وہ اس سے بہت خوش ہوا کہ عدل کی راہ اسکو نظر آگئی اس نے
 مجھے محض عدل کے لحاظ سے مدعی کے مقابل پر کرسی دی اور جب مولوی محمد حسین جو سردار
 کاہن کی طرح مخالفانہ گواہی کے لئے آیا تھا مجھے کرسی پر بیٹھا ہوا پایا اور جس ذلت کو دیکھنے
 کے لئے میری نسبت اسکی آنکھ شوق رکھتی تھی اس ذلت کو اس نے نہ دیکھا تب مساوت
 کو غنیمت سمجھ کر وہ بھی اس پیلاطوس سے کرسی کا خواہشمند ہوا مگر اس پیلاطوس نے اسے
 ڈانٹا اور نہ روکے کہا کہ سچے اور تیرے باپ کو کبھی کرسی نہیں ملی ہمارے دفتر میں
 تمہاری کرسی کے لئے کوئی ہدایت نہیں۔ اب یہ فرق بھی غور کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس

نے یہودیوں سے ڈر کر ان کے بعض معزز گواہوں کو کرسی دیدی اور حضرت مسیح کو جو چرم کے طور پر پیش کئے گئے تھے کھڑا کر کہا حالانکہ وہ سچے دل سے مسیح کا غیر خواہ تھا بلکہ مرید کی طرح تھا اور اسکی بیوی مسیح کی خاص مرید تھی جو ولی اللہ کہلاتی ہے لیکن خوف نے اس سے یہاں تک حرکت صادر کرائی کہ ناحق بگیناہ مسیح کو یہودیوں کے حوالہ کر دیا میری طرح کوئی خون کا الزام نہ تھا صرف معمولی طور پر نہ ہی اختلاف تھا لیکن وہ رومی پیلاطوس دل کا قوی نہ تھا اس بات کو سن کر ڈر گیا کہ قیصر کے پاس اسکی شکایت کی جائیگی۔ اور پہر ایک اور عامل تھے پہلے پیلاطوس اور اس پیلاطوس مین یاد رکھنے کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے اسوقت جو مسیح ابن مریم عدالت مین پیش کیا گیا یہودیوں کو کہا تھا کہ میں اس شخص مین کوئی گناہ نہیں دیکھتا ایسا ہی جب آخری مسیح اس آخری پیلاطوس کے روبرو پیش ہوا اور اس مسیح نے کہا کہ مجھے چند روز تک جواب کے لئے مہلت دینی چاہئے کہ مجھ پر خون کا الزام لگایا جاتا ہے تب اس آخری پیلاطوس نے کہا کہ میں آپ پر کوئی الزام نہیں لگاتا یہ دونوں قول دونوں پیلاطوسوں کے بالکل باہم مشابہ ہیں اگر فرق ہے تو صرف اس قدر ہے کہ پہلا پیلاطوس اپنے اس قول پر تسلیم نہ سکا اور جب اسکو کہا گیا کہ قیصر کے پاس تیری شکایت کرینگے تو وہ ڈر گیا اور حضرت مسیح کو اس کے عدالت خواہ یہودیوں کے حوالہ کر دیا گو وہ اس سپردگی سے غمگین تھا اور اسکی عورت بھی غمگین تھی۔ کیونکہ وہ دونوں مسیح کے سخت معتقد تھے لیکن یہودیوں کا سخت شور و غوغا دیکھ کر بڑی اسپر غالب آگئی ان البتہ پوشیدہ طور پر اس نے بہت سعی کی کہ مسیح کی جان کو صلیب سے بچایا جاوے اور اس سعی مین وہ کامیاب بھی ہو گیا مگر بعد اسکے کہ مسیح صلیب پر چڑھایا گیا اور شدت درد سے ایک ایسی سخت غشی مین آگیا کہ گویا وہ موت ہی تھی۔ بہر حال پیلاطوس رومی کی کوشش سے مسیح ابن مریم کی جان بچ گئی اور جان بچنے کے لئے پہلے سے مسیح کی دعا منظور ہو چکی تھی۔ وکیو عبرانیان باب آیت ۷۔ بعد اسکے مسیح اس مین سے خوشیہ طور پر بہاگ کر کشمیر کی طرف آگیا اور وہیں فوت ہوا اور تم سن چکے ہو کہ سری نگر محلہ خان یا

نشانہ کیا کہ مسیح نے بطور پیشگوئی خود بھی کہا کہ مجھ رونس کے نشان کے اور کوئی نشان دکھایا نہیں جائیگا مسیح نے اپنے اس قول مین یہ...

نشانہ کیا کہ مسیح نے بطور پیشگوئی خود بھی کہا کہ مجھ رونس کے نشان کے اور کوئی نشان دکھایا نہیں جائیگا مسیح نے اپنے اس قول مین یہ...

میں اسکی قبر ہے یہ سب پیلاطوس کی سعی کا نتیجہ تھا لیکن تاہم اس پہلے پیلاطوس کی کارروائی
 بزدلی کی رنگ آمیزی سے خالی نہ تھی اگر وہ اپنے اس قول کا پاس کر کے کہ میں اس شخص
 کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا مسیح کو چھوڑ دیتا تو اس پر کچھ مشکل نہ تھا اور وہ چھوڑنے پر قادر تھا مگر
 وہ قیصر کی دو مانی سن کر ڈر گیا۔ لیکن یہ آخری پیلاطوس پادریوں کے هجوم سے نہ ڈرا حالانکہ
 اس جگہ بھی قیصرہ کی بادشاہی تھی لیکن یہ قیصرہ اس قیصرہ سے بدرجہا بہتر تھی اسلئے کسی کے
 لئے ممکن نہ تھا کہ حاکم پر دباؤ ڈالنے کے لئے اور انصاف چھوڑائیکے لئے قیصرہ سے
 ڈراوے بہر حال پہلے مسیح کی نسبت آخری مسیح پر بہت شور اور منصوبہ اٹھایا گیا تھا اور میرے
 مخالف اور ساری قوموں کے سرگردہ جمع ہو گئے تھے مگر آخری پیلاطوس نے سچائی سے
 پیار کیا اور اپنے اس قول کو پورا کر کے دکھلایا کہ جو اس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ میں تمہیں
 خون کا الزام نہیں لگاتا سو اس نے مجھے بہت صفائی اور مردانگی سے بری کیا اور پہلے
 پیلاطوس نے مسیح کے سچانے کیلئے حیلوں سے کام لیا مگر اس پیلاطوس نے جو کچھ عدالت
 کا تقاضا تھا اس طور سے اس تقاضا کو پورا کیا جس میں بزدلی کا رنگ نہ تھا جس دن میں یہی
 ہوا اس دن اس عدالت میں ملتی فوج کا ایک چور بھی پیش ہوا یہ اسلئے وقوع میں آیا کہ
 پہلے مسیح کے ساتھ ہی ایک چور تھا لیکن اس آخری مسیح کے ساتھ کے چور کو جو پکڑا گیا اس
 پہلے چور کی طرح جو پہلے مسیح کے ساتھ پکڑا گیا صلیب پر نہیں چڑھایا اور نہ اسکی ٹھکان توڑی
 گئیں بلکہ صرف تین ماہ کی قید ہوئی +

اب پہریم اپنے بیان کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ میں اس قدر
 حقائق و وقایق و معارف جمع ہیں کہ اگر ان سب کو لکھا جائے تو وہ بائیس ایک و قتر میں ہی
 ختم نہیں ہو سکتیں اسی ایک حکیمانہ دعا کو دیکھئے کہ جو اس سورہ میں سکھائی گئی ہے یعنی
 اهدنا الصراط المستقیم یہ دعا ایک ایسا مفہوم کلی اپنے اندر رکھتی ہے جو تمام دین اور
 دنیا کے مقاصد کی ہی ایک کنجی ہے ہم کسی چیز کی حقیقت پر اطلاق نہیں پا سکتے اور نہ اس کے
 فوائد سے منتفع ہو سکتے ہیں جب تک کہ ہمیں اس کے پائیکے لئے ایک مستقیم راہ نہ ملے دنیا کی حقہ

مشکل اور پیچیدہ امور میں خواہ وہ سلطنت اور وزارت کے ذمہ داریوں کے متعلق ہوں اور خواہ سیرگی اور جنگ و جدال سے تعلق رکھتے ہوں اور خواہ طبعی اور مدہیت کے قریب مسائل کے متعلق ہوں اور خواہ صناعت طب کے طریق تشخیص اور علاج کے متعلق اور خواہ تجارت اور زراعت کے متعلق ان تمام امور میں کامیابی ہونا مشکل اور غیر ممکن ہے جب تک کہ اسکے بارہ میں ایک مستقیم راہ نہ ملے کہ کس طور سے اس کام کو شروع کرنا چاہئے اور ہر ایک عقلمند انسان مشکلات کے وقت میں یہی اپنا فرض سمجھتا ہے کہ اس مشکل سرسبز کے بارے میں ایک لمبی وقت تک رات کو اور دن کو سوچتا رہے تاہو کہ اس مشکل کشائی کے لئے کوئی راہ نکل آوے اور ہر ایک صنعت اور ہر ایک ایجاد اور ہر ایک پیچیدہ اور الجھے ہوئے کام کو چلانا اس بات کو چاہتا ہے کہ اس کام کے لئے راہ نکل آوے پس دنیا اور زمین کی اغراض کیلئے اصل عار راہ نکالنے کی دعا ہے جب سیدھی راہ کسی امر کے متعلق ہاتھ میں آجائے تو یقیناً وہ امر ہی خدا کے فضل سے حاصل ہو جاتا ہے خدا کی قدرت اور حکمت نے ہر ایک مدعا کے حصول کیلئے ایک راہ رکھی ہے مثلاً کسی بیمار کا ٹھیک ٹھیک علاج نہیں ہو سکتا جب تک اس مرض کی حقیقت سمجھو اور نسخہ کے متوجہ نہ کیے گئے ایک ایسی راہ نکل آوے کہ دل فتوے دیدے کہ اس امین کامیابی ہوگی بلکہ کوئی انتظام دنیا میں ہو ہی نہیں سکتا جب تک اس انتظام کے لئے ایک پیدا نہ ہو پس اگر طالب کرنا طالب مقصد کا فرض ہوا اور صیبا کہ دنیا کی کامیابی کا صحیح سلسلہ ہاتھ میں لینے کے لئے پہلے ایک راہ کی ضرورت ہے جس پر قدم رکھا جائے ایسا ہی خدا کا دوست اور مورد محبت اور فضل بننے کے لئے قدیم سے ایک راہ کی ضرورت پائی گئی ہے اسی لئے دوسری سورۃ میں جو سورۃ البقرہ ہے جو اس سورۃ کے بعد ہے سورۃ کے شروع میں ہی فرمایا گیا ہے۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ یَعْنِیَ انعام پانے کی یہ راہ ہے جو ہم بیان کرتے ہیں پس یہ دعا یعنی دعا اھدنا الصراط المستقیم ایک جامع دعا ہے کہ جو انسان کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ مشکلات دینی اور دنیوی سے وقت میں اول جس چیز کی تلاش انسان کا فرض ہے وہ یہی ہے کہ اس امر کے حصول کیلئے وہ صراط مستقیم تلاش کرے یعنی کوئی ایسی صاف اور سیدھی

کافر صرف دو امر تھے اور وہ یہ کہ خدا نے قرآن کو نازل کر کے مخلوق کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے فساد سے اطلاع دی۔ کچھ تو خدا کے قانون کا فرض تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض تھا کہ خدا کی کلام کو عملی طور پر دکھلا کر بخوبی لوگوں کو سمجھا دین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی یا تین کردی کے پیرایہ میں دکھلا دین اور اپنی سنت یعنی عملی کارروائی سے معضلات اور مشکلات مسائل کو حل کر دیا یہ کہنا بیجا ہے کہ یہ صل کرنا حدیث پر موقوف تھا کیونکہ حدیث کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر قائم ہو چکا تھا کیا جب تک حدیثیں جمع نہ ہوئی تھیں۔ لوگ نماز نہ پڑھتے تھے یا زکوٰۃ نہ دیتے تھے یا حج نہ کرتے تھے یا حلال و حرام سے واقف نہ تھے۔ ان تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں اور نیز بڑا قایمہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم اور سنت کی خادم ہیں لوگوں کو ادب قرآن شریف نہیں دیا گیا وہ اس موقع پر حدیث کو قاضی قرآن کہتے ہیں جیسا کہ یہودیوں نے اپنی حدیثوں کی نسبت کہا مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سنت قرار دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ آقا کی شوکت خادموں کے ہونے سے بڑھتی ہے قرآن خدا کا قول ہے اور سنت رسول اللہ کا فعل اور حدیث سنت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ فعوذ باللہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے تو وہ خود قرآن ہے۔ حدیث جو ایک ظنی مرتبہ پر ہے۔ قرآن کی ہرگز قاضی نہیں ہو سکتی صرف ثبوت متوہد کے زمین ہے قرآن اور سنت نے اصل کام سب کر دکھایا ہے اور حدیث صرف تائیدی گواہ ہے حدیث قرآن پر کیسی قاضی ہو سکتی ہے قرآن اور سنت اس زمانہ میں ہدایت کر رہے تھے جبکہ اس مصنوعی قاضی کا نام و نشان نہ تھا یہ مت کہو کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے بلکہ یہ کہ حدیث قرآن اور سنت کی تائیدی گواہ ہے البتہ سنت ایک ایسی چیز ہے جو قرآن کا نشانہ ظاہر کرتی ہے اور سنت سے وہ راہ مراد ہے جس راہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صحابہ کو ڈال دیا تھا۔ سنت ان باتوں کا نام نہیں ہے جو سو ڈیرہ سو برس بعد کتابوں میں لکھی گئیں بلکہ ان باتوں کا نام حدیث ہے اور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي هدانا لهذا هذا كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

سنت اس عملی نمونہ کا نام ہے جو نیک مسلمانوں کی عملی حالت میں ابتداء سے چلا آیا ہے جس پر پزار یا مسلمانوں کو لگایا گیا۔ ان حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ اُسکا ظن کے مرتبہ پر ہے مگر بشرط عدم تعارض قرآن و سنت تمسک کے لائق ہے اور جو قرآن و سنت ہے اور بہت سی اسلامی مسائل کا ذخیرہ اسکا اندر موجود ہے پس حدیث کا قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے ان اگر ایک ایسی حدیث ہو جو قرآن اور سنت کے نفیض ہو اور نیز ایسی حدیث کی نفیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہے تو وہ حدیث قبول کے لائق نہیں ہوگی کیونکہ اس کے قبول کرنے سے قرآن کو اور ان تمام احادیث کو جو قرآن کے موافق ہیں روکنا پڑتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پرہیزگار اس پر جرأت نہیں کریگا کہ ایسی حدیث پر عقیدہ رکھے کہ وہ قرآن اور سنت کے برخلاف اور ایسی حدیثوں کے مخالف ہے جو قرآن کے مطابق ہیں بہر حال احادیث کا قدر کرو اور ان سے فائدہ اُٹھاؤ کہ وہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں اور جن تک قرآن اور سنت انکی تکذیب نہ کرے تم ہی انکی تکذیب نہ کرو بلکہ چاہئے کہ احادیث نبویہ پر ایسے کاربند ہو کہ کوئی حدیث نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترک فعل۔ مگر اسکی تائید میں تمہارے پاس کوئی حدیث ہو لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن شریف کے بیان کردہ قصص سے صریح مخالف ہو تو اسکی تطبیق کے لئے فکر کرو شاید وہ تعارض تمہاری ہی غلطی ہو اور اگر کسی طرح وہ تعارض دور نہ ہو تو ایسی حدیث کو پہنیک دو کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہو اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہو مگر قرآن سے مطابقت کہتی ہے تو اس حدیث کو قبول کر لو کیونکہ قرآن اسکا مصدق ہے اور اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہی اور تمہارے زمانہ میں یا پہلے اس سے اس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی ہے تو اس حدیث کو سچی سمجھو اور ایسے محدثوں اور راویوں کو مخطی اور کاؤب خیال کرو جنہوں نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہو ایسی حدیثیں صد ہا ہیں جنہیں پیشگویان ہیں اور اکثر ان میں سے محدثین کے نزدیک بھرح یا موضوع یا ضعیف ہیں پس اگر کوئی حدیث ان میں سے پوی ہو جائے اور تم بہ

بغیر یقینی تجلی کے ترک ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلی پاسکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی
 سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو۔ کیا
 آسمان کے نیچے کوئی ایسا کفارہ اور ایسا فدیہ ہے جو تم سے گناہ ترک کر سکے۔ کیا مریم کا بیٹا
 عیسیٰ ایسا ہے کہ اس کا مصنوعی خون گناہ سے چھڑائے گا۔ اے عیسائیو ایسا جھوٹا مت بولو
 جس سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ یسوع خود اپنی نجات کیلئے یقین کا محتاج تھا اور اس نے
 یقین کیا اور نجات پائی۔ افسوس ہے ان عیسائیوں پر جو یہ کہہ کر مخلوق کو دھوکا دیتے ہیں کہ
 ہم نے مسیح کے خون سے گناہ سے نجات پائی ہے۔ حالانکہ وہ سر سے پیر تک گناہ میں غرق ہیں
 وہ نہیں جانتے کہ ان کا کون خدا ہے بلکہ زندگی تو غفلت آمیز ہے شراب کی مستی ان کے دماغ
 میں ہے مگر وہ پاک متی جو آسمان سے اترتی ہے اس سے وہ بخیر ہیں اور جو زندگی خدا کے ساتھ
 ہوتی ہے اور جو پاک زندگی کے نتائج ہوتے ہیں وہ اس سے بے نصیب ہیں۔ پس تم یاد رکھو
 کہ بغیر یقین کے تم تاریک زندگی سے باہر نہیں آ سکتے اور نہ روح القدس تمہیں مل سکتا ہے
 مبارک وہ جو یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہی خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک وہ جو شہادت اور
 شکوک سے نجات پا گئے ہیں۔ کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائیں گے۔ مبارک تم جبکہ تمہیں یقین
 ملی دولت دی جائے کہ اسکے بعد تمہارے گناہ کا خاتمہ ہو گا گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے
 کیا تم ایسے سوراخ میں ہاتھ ڈال سکتے ہو جس میں تم ایک سخت زہریلے سانپ کو دیکھ رہے ہو
 کیا تم ایسی جگہ کھڑے رہ سکتے ہو جس جگہ کسی کو آتش فشان سے پتھر برستے ہیں یا بجلی پڑتی ہے
 یا ایک خونخوار شیر کے حملہ کرنے کی جگہ ہے یا ایک ایسی جگہ ہے جہاں ایک مہلک طاعون نسل
 انسان کو معدوم کر رہی ہے پھر اگر تمہیں خدا پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ سانپ پر یا بجلی پر یا
 شیر پر یا طاعون پر تو ممکن نہیں کہ اسکے مقابل پر تم نافرمانی کو کے سزا کی راہ اختیار کر سکو۔ یا
 صدق و وفا کا اس سے تعلق توڑ سکو۔

اے وہ لوگو جو نیکی اور راستبازی کے لئے بلائے گئے ہو تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشش
 اس وقت تم میں پیدا ہوگی اور اسی وقت تم گناہ کے مکروہ خارج سے پاک نئے جاؤ گے

جبکہ تمہارے دل یقین سے پہچانیں گے شاید تم کہو گے کہ ہمیں یقین حاصل ہو سوتا ہے۔
 کہ یہ تمہیں دھوکا لگا رہا ہے یقین تمہیں ہرگز حاصل نہیں کیونکہ اسکے لوازم حاصل نہیں وجہ یہ
 تم گنہ سے باز نہیں آتے تم ایسا قدم آگے نہیں اٹھاتے جو اٹھانا چاہتے تھے ایسے طور سے
 نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہتے خود سوچ لو کہ جبکہ یقین ہے کہ فلان سوراخ میں سانپ ہو وہ اس
 سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے اور جبکہ یقین ہے کہ اسکے کہانے میں ہر ہے وہ اس کہا
 کو کب کہتا ہے اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ اس فلان بن میں ایک نہرا جو خوار شیر ہے اسکا
 قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اس بن کی طرف اٹھ سکتا ہے سو تمہارا گناہ اور تمہاری پاؤں اور
 تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں اگر تمہیں خدا اور جزائیں اور یقین
 ہے گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا اور جبکہ تم ایک بہیم کرنے اور کہا جانے والی آگ کو دیکھ رہے ہو
 تو کیونکر اس آگ میں اپنے تئیں ڈال سکتے ہو۔ اور یقین کی دیوار میں آسمان تک ہیں شیطان
 ان پر چڑھ نہیں سکتا ہر ایک جو پاک ہو اور یقین سے پاک ہو یقین کہہ اٹھانے کی قوت دیتا ہے
 یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اتارتا ہے اور فقیری جامہ پہنا دیتا ہے۔ یقین ہر ایک کے
 کو سہل کرتا ہے یقین خدا کو دکھاتا ہے ہر ایک کفارہ چھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے۔
 اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی اور خدا تک پہنچاتی اور
 فرشتوں سے بھی صدق اور ثبات میں آگے بڑھ دیتی ہے وہ یقین ہے ہر ایک مذہب جو یقین
 کا سامان پیش نہیں کرتا وہ چھوٹا ہے ہر ایک مذہب جو یقینی وسائل سے خدا کو دکھاتا نہیں سکتا
 وہ چھوٹا ہے ہر ایک مذہب جس میں بجز پرانے قصوں کے اور کچھ نہیں وہ چھوٹا ہے۔ خدا جیسے
 پہلے تھا وہ اب بھی ہے اور اسکی قدرتیں جیسی پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں اور اسکا نشان
 دکھلانے پر جیسا کہ پہلے اقتدار تھا وہ اب بھی ہے پھر تم کیوں صرف قصوں پر مبنی ہو تو ہو
 وہ مذہب ہلاک شدہ ہے جس کے معجزات صرف قصہ ہیں جسکی پیشگوئی ان صرف قصہ ہیں
 اور وہ جماعت ہلاک شدہ ہے جسپر خدا نازل نہیں ہوا اور جو یقین کے ذریعہ سو خدا کے
 ہاتھ سے پاک نہیں ہوئی جس طرح انسان نفسانی لذات کا سامان دیکھ کر انکی طرف کھینچا

جانتا ہے اسی طرح انسان جب روحانی لذات یقین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اس کا حسن اس کو ایسا مست کر دیتا ہے کہ دوسری تمام چیزیں اس کو سہرا رہی کہانی دیتی ہیں اور انسان اسی وقت گناہ سے غلطی پاتا ہے جبکہ وہ خدا اور اس کے جبروت اور جبرائیل یقینی طور پر اطلاع پاتا ہے ہر ایک بیباکی کی جڑ بھجری ہے جو شخص خدا کی یقینی معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہے وہ بیباک نہیں رہ سکتا۔ اگر گھر کا مالک جانتا ہے کہ ایک پرنسور سیلاب نے اس کے گھر کی طرف رخ کیا ہے اور یا اسکے گھر کے ارد گرد آگ لگ چکی ہے اور صرف ایک ذرہ سی جگہ باقی ہے تو وہ اس گھر میں ٹھہر نہیں سکتا۔ تو پھر تم خدا کی جبرائیل کے یقین کا دعوے کر کے کیونکر اپنی خطرناک حالتوں پر ٹھہر رہے ہو سو تم آنکھیں کھولو اور خدا کے اس قانون کو دیکھو جو تمام دنیا میں پایا جاتا ہے جو ہے مت بنو جو نیچے کی طرف جاتے ہیں بلکہ بلند پرواز کیونکہ جو آسمان کے فضا کو اپنے لئے پسند کرتا ہے تم توبہ کی بعیت کر کے پھر گناہ پر قائم نہ رہو اور سانپ کی طرح مت بنو جو کہاں آتا کر پیر ہی سانپ ہی رہتا ہے موت کو یاد رکھو کہ وہ تمہارے نزدیک آتی جاتی ہے اور تم اس سے بے خبر ہو۔ کوشش کرو کہ پاک ہو جاؤ کہ انسان پاک کو تپ پاتا ہے کہ جو پاک ہو جاوے مگر تم اس نعمت کو کہہ دینے پر پاسکو اس کا جواب خود خدا نے دیا ہے جہاں قرآن میں فرماتا ہے **وَاسْتَغِيثُوا يَا صَبِرُوا لِحَقِّ مَا نَزَّلْنَا وَصَبِرُوا** کے ساتھ خدا سے مدد چاہو نماز کیا چیز ہے وہ دعا ہے جو تسبیح تحمید تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے سو جب تم نماز پڑھو توبہ خیر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو کیونکہ انکی نماز اور انکا استغفار سب سمیع ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں لیکن تم حبیب نماز پڑھو تو جو قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور جو بعض اوجہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے باقی اپنی تمام دعاؤں میں اپنی زبان میں ان الفاظ متغیرہ اور اگر لیا کرو تاہو کہ تمہارے دونوں پر اس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔ سچکانہ نماز میں کیا چیز ہیں وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر آ رہے ہیں اور تمہاری فطرت کے لئے ان کا وارد ہونا ضروری ہو۔ (۱) پہلے جبکہ تم مطلق

کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آئی والی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا اسکے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی جس کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا تغیر اس وقت تیسرا آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو۔ مثلاً جبکہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہو نیکو ہوتا ہے سو یہ حالت تمہاری اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اسپرجم سکتی ہے اور صحیح نظر آتا ہے کہ اب اسکا غروب نزدیک ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہے۔ (۳) تیسرا تغیر اس وقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی بجلی امید منقطع ہو جاتی ہے۔

مثلاً جیسے تمہارے نام فرد قرار داد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گزر جاتے ہیں یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔ (۴) چوتھا تغیر اس وقت تیسرا آتا ہے کہ جب بلا تمہارا رد ہی ہو جاتی ہے اور اسکی سخت لکھی تم پر حاظرہ کر لیتی ہے مثلاً جبکہ فرد قرار داد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا ٹھکوسنایا جاتا ہے اور قید کے لئے ایک پولس میں کر تم حوالہ کئے جاتے ہو سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ پھر جاتی ہے اور ایک سخت اندر ہیرا پڑ جاتا ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشا مقرر ہے۔

(۵) پھر جبکہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر چو ش مارتا ہے اور تمہیں اس تاریکی سے نجات دیتا ہے مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخر کار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی جگہ کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھا

پانچ نمازین تمہارے لئے مقرر کیں اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازین خاص تمہاری نفس کے
فائدہ کے لئے ہیں پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم بچکانہ نمازون کو ترک
نکرو کہ وہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظلم ہیں۔ نمازین آنے والی بلاؤں کا علاج
ہے تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قصداً و قدر تمہارے لئے لایکا پس قبل
اسکے جو دن چڑھے تم اپنے مولے کی جناب میں نضر ع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا

Digitized by Khilafat Library

دن چڑھے

اسے امیر اور بادشاہ اور دولت مندو!! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت
ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اسکی تمام راہوں میں رہتے ہیں اکثر ایسے ہیں کہ دنیا
ملک اور دنیا کے املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو
یا نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپرواہ ہے اسکے تمام نوکروں
چاکروں کا گناہ اسکی گردن پر ہے۔ ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے اسکی گردن پر ان لوگوں کا
بھی گناہ ہے جو اسکے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ اے عقلمند رویہ دنیا ہمیشہ کی
جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک کے اعتدالی کو چھوڑ دو ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو انسان
کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون۔ گانجا۔ چرس۔ بہنگ۔ تازی اور ہر ایک
نشہ جو ہمیشہ کے لئے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ملک کرتا ہے سو تم
اس سے بچو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جسکی شامت سے
ہر ایک سال ہزار ما تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں اور
آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیزگار انسان بچاؤ تا تمہاری عمر میں زیادہ ہوں اور تم خدا
سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ غلبہ
ہونا لعنتی زندگی ہے۔ حد زیادہ خدا اسکو زندگی ہر دوسری لاپرواہی لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر
خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی بچا جائیگا جیسا کہ ایک فقیر بیکار سے زیادہ پس کیا بدمت وہ
شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بے پروا ہو کر بکلی خدا سے مومنہ پہنچتا ہے اور خدا کے حرام کو

۴۸۷
یہاں تک کہ ان کو جس قدر شراب نقصان پہنچا ہے اسکا سبب یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیتے تھے اور ان کو اسکی عادت کی وجہ سے عذاب کی بات کی گئی تھی۔ عیسیٰ علیہ السلام تو پاک اور معصوم تھے
یہاں تک کہ ان کو جس قدر شراب نقصان پہنچا ہے اسکا سبب یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیتے تھے اور ان کو اسکی عادت کی وجہ سے عذاب کی بات کی گئی تھی۔ عیسیٰ علیہ السلام تو پاک اور معصوم تھے

اس ثبوت میں پیش کرتے تھے لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نسبت یہودیوں کے
موجودیچ ہونیکا دعوے کر دیا اور الیاس آسمان سے نہ اتر ا جو اس عوی کی شرط تھی تو یہ تمام
عقیدے یہودیوں کے باطل ثابت ہو گئے اور وہ جو یہودیوں کے خیال میں تھا کہ الیاس نبی
بجائے نصری آسمان سے نازل ہوگا اسکے آخر کار یہ معنی کہلے کہ الیاس کی خواہ طبعیت پر
کوئی دوسرا شخص ظاہر ہو جائیگا اور یہ معنی حضرت عیسیٰ نے خود بیان فرمایا جنکو دوبارہ آسمان سے اُتار
رہے ہو پس تم کیوں ایسی جگہ ٹھوکر کہاتے ہو جس جگہ تم سے پہلے یہود ٹھوکر کہل چکے ہیں تمہارے
ملک میں ہزارا یہودی موجود ہیں تم انکو پوچھ کر دیکھ لو کہ کیا یہودی کا یہی اعتقاد نہیں جو اب تم
ظاہر کر رہے ہو پس وہ خدا جس نے عیسیٰ کی خاطر الیاس نبی کو آسمان سے نہ اترایا اور یہود
کے سامنے اسکو تادیلوں سے کام لینا پڑا وہ تمہاری خاطر کیونکر عیسیٰ کو اُتار بیگا جسکو تم دوبارہ
اُتارتے ہو اسی کے فیصلہ سے تم منکر ہو اگر شک ہے تو کوئی لاکہ عیسیٰ اس ملک میں موجود ہیں
اور انکی انجیل ہی موجود ان سے دریافت کر لو کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے
یہی کہا تھا کہ الیاس جو دوبارہ آنے والا تھا وہ یوختا ہی ہے یعنی سچے۔ اور اتنی بات کہ یہود
کی پرانی امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ اگر اب یہ ضروری ہے کہ عیسیٰ نبی ہی آسمان سے
اُتوے تو اس صورت میں حضرت عیسیٰ سچا نبی نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ اگر آسمان سے واپس آنا
سنت اللہ میں داخل ہے تو الیاس نبی کیوں واپس نہ آیا اور کیوں اس جگہ سچی کو الیاس
ٹھہرا کر تادیل کے کام لیا گیا عقل نہ کیلئے یہ سوچنے کا مقام ہے۔

اور نیز جس کام کے لئے آپ لوگوں کے عقیدوں کے موافق مسیح ابن مریم آسمان
سے اُٹیکا یعنی یہ کہ مہدی سے ملکر لوگوں کو جبراً مسلمان کر نیکی لئے جنگ کر جائے کیا ایسا
عقیدہ ہے جو اسلام کو بدنام کرتا ہے قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے کہ مذہب کے لئے جبر
درست ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف میں فرماتا ہے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ یعنی دین
میں جبر نہیں ہے پر مسیح ابن مریم کو جبر کا اختیار کیونکر دیا جائیگا یہاں تک کہ بجز اسلام
یا قتل کے جزیہ بھی قبول نہ کر گیا تعلیم قرآن شریف کی کس مقام اور کس سیارہ اور کس ۵ میں

نہ اگر کہو کہ عربوں کے لئے یہی حکم تھا کہ جبراً مسلمان کے جائیں یہ خیال قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ
یہ ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ تمام عربی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذا پہنچایا تھا اور بہت سے صحابہ مردوں

اور عورتوں کو قتل کر دیا اور بقیہ اسبیت کو قتل سے نکل دیا اس لئے وہ تمام لوگ جو ترکس جو قتل میں خود شامائی ان نظریات اپنی تو تیرائی کے عوض میں خود تیرائی کے لالچ
ہو چکے تھے انکی نسبت بطور قصاص اس حکم کا تھا کہ اگر وہاں کسی کی رعایت دی گئی کہ کوئی انھیں سے مسلمان ہو جائے تو اسکا گناہ نسبت جبر جسکی وجہ سے وہ قابل سزا موت پر گناہ کیا جس کہان
یہ صورت تمام اور یہاں جبر منسوخ

کی طرف واپس ہوسکتا جو صرف تلوار کے سہارے سوجھ بیل سکتا ہے نہ کسی اور طریق سے اگر تم ایسے جہاد سے باز نہیں آسکتے اور اس پر غصہ میں آکر راستبازوں کا نام بھی دجال اور منحرف رکھتے ہو تو ہم ان دو فقروں پر اس تقریر کو ختم کرتے ہیں۔ **قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ لَا تَعْبُدُوْا مَا تَعْبُدُوْنَ** اندرونی تفرقہ اور پھوٹ کے زمانہ میں تمہارا فرضی مسیح اور فرضی مہدی کس کس پر تلوار چلائیگا کیا سنیوں کے نزدیک شیعہ اس لائق نہیں کہ ان پر تلوار اٹھائی جاوے اور شیعوں کے نزدیک سنی اس لائق نہیں کہ ان سب کو تلوار سے نیست و نابو کیا جاوے پس جبکہ تمہارے اندرونی فرقے ہی تمہارے عقیدہ کی رو سے مستوجب سزا ہیں تو تم کس سے جہاد کرو گے۔ مگر یاد رکھو کہ خدا تلوار کا محتاج نہیں وہ اپنے دین کو آسمانی نشانوں کیساتھ زمین پر پھیلائیگا اور کوئی آسکور و کٹ نہیں سکے گا اور یاد رکھو کہ اب عیسیٰ تو ہرگز نازل نہیں ہوگا کیونکہ جو اقرار اس نے آیت **قُلْ اَتُوْبِعْتَنِيْ** حکم رو سے قیامت کے دن کرنا ہوا اس میں صفائی ہوسکا اعتراف پایا جاتا ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیگا اور قیامت کو اسکا بھی خدے کہ عیسائیوں کے بگڑنے کی مجھے خبر نہیں اور اگر وہ قیامت کے پہلے دنیا میں آتا تو کیا وہ یہی جواب دیتا کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں لہذا اس آیت میں اس نے صاف اقرار کیا ہے کہ میں دوبارہ دنیا میں نہیں گیا اور اگر وہ قیامت سے پہلے دنیا میں آیا لانا اور برابر چالیس برس سہن والا تب تو اس نے خدا تعالیٰ کے سامنے جھوٹ بولا کہ مجھے عیسائیوں کے حالات کی کچھ خبر نہیں اسکو تو کہنا چاہئے تھا کہ آمد ثانی کی وقت میں چالیس کروڑ کے قریب دنیا میں عیسائی پایا اور ان سب کو دیکھا اور مجھے انکے بگڑنے کی خوب خبر ہے اور میں تو انعام کے لائق ہوں کہ تمام عیسائیوں کو مسلمان کیا اور صلیب کو توڑا یہ کیا بھوٹ ہوگا کہ مجھے خبر نہیں عیسائیوں میں نہایت صفائی مسیح کا اقرار ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیگا اور یہی سچ ہے کہ مسیح فوت ہو چکا اور سدی تکر محلہ خان یار میں اسکی قبر ہے۔ اب خدا خود نازل ہوگا اور ملن لوگوں سے آپ ٹہکیگا جو سپائی سے لڑتے ہیں۔ خدا کا لڑنا قابل اعتراض نہیں کیونکہ نہ لڑنے کے رنگ میں ہے لیکن انسان کا لڑنا قابل اعتراض ہے کیونکہ وہ جبر کے رنگ میں ہے۔

۴ ایک یہودی نے بھی اسکی تصدیق کی کہ فرقہ وارانہ سرگرمیوں کے اندیشہ کی وجہ سے مسیح کی عیسیٰ کی طرح ہی ہونی چاہیے اور یہودیوں کے اندیشہ کی وجہ سے مسیح کی عیسیٰ کی طرح ہی ہونی چاہیے۔

تجربہ۔ خدا تعالیٰ ہم پر ہمارا کام کیا اور ہم نے اس میں بھی نہیں کر سکتے تھے۔ مگر انکے ملک میں یہ خدا کی طرف سے حکمت تھی۔

کر سکتے ہیں۔ بلکہ یہی سچ ہے کہ اگر اسکی عیسیٰ کی طرح ہی ہونی چاہیے اور یہودیوں کے اندیشہ کی وجہ سے مسیح کی عیسیٰ کی طرح ہی ہونی چاہیے۔

ان مولویوں پر افسوس اگر انہیں دیانت ہوتی تو وہ تقویٰ کی راہ سے اپنی
 قسلی ہر طرح سے کراتے اور خدا نے تو نیک روحوں کی تسلی کر دی مگر وہ لوگ جو ابو جہل کی
 مٹی سے بنے ہوئے ہیں وہ اسی طریق کو اختیار کرتے ہیں جو ابو جہل نے اختیار کیا تھا
 ایک مولوی صاحب نے میرٹھ سے بذریعہ خطبری اطلاع دی ہے کہ امرتسر میں جلسہ
 ندوۃ العلماء ہے اس جگہ اگر بحث کرنی چاہئے مگر واضح ہو کہ اگر ان مخالفین کی فیتن
 نیک ہوتیں اور فتح و شکست کا خیال نہ ہوتا تو ان کو اپنی تسلی کرانے کیلئے ندوہ وغیرہ کی
 کیا ضرورت تھی ہم ندوہ کے علماء کو امرتسر کے علماء سے الگ نہیں سمجھتے ایک ہی عقیدہ۔
 ایک ہی جنس ایک ہی مادہ ہے ہر ایک کو اختیار ہے کہ **قادیان** میں آوے مگر
 بحث کے لئے نہیں بلکہ صرف طلب حق کے لئے ہماری تقریر کو سننے اگر شک رہی تو غرضت
 اور ادب کے طریق سے اپنے شکوک رفع کرادے اور وہ جیتک قادیان میں رہے گا بطور مہما
 کے سمجھا جائیگا ہمیں ندوہ وغیرہ کی ضرورت نہیں اور نہ انکی طرف حاجت ہے یہ سب لوگ
 رہتی کے دشمن ہیں مگر رہتی دنیا میں پہلے جاتی ہے کیا یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان معجزہ
 نہیں کہ آٹھ سو سے پیش برس پہلے براہین احمدیہ میں اپنے الہام سے ظاہر کروا تھا کہ
 توں تمہارے ناکام ہر کیلئے بڑی کوشش کرنیگی اور ناخنوں تک زور لگائیں گے مگر آخر
 میں تمہیں ایک بڑی جماعت بناؤں گا یہ اس وقت کی وحی الہی ہے جبکہ میرے ساتھ ایک
 آدمی بھی نہیں تھا پہلے میرے دعویٰ کے شائع ہونے پر مخالفوں نے ناخنوں تک زور لگا
 آخر حسب پیشگوئی مذکورہ بالا یہ سلسلہ پہل گیا اور اب آج کی تاریخ تک بڑش انڈیا میں یہ جماعت
 ایک لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہے ندوۃ العلماء کو اگر مزایا دے تو براہین احمدیہ اور سرکاری کاغذات
 کو دیکھ کر تباہ و کے کہ کیا یہ معجزہ ہے یا نہیں ہر جگہ قرآن اور معجزہ دونوں پیش کئے گئے تو
 اب بحث کس غرض کیلئے ؟

ایسا ہی اس ملک کے گدی نشین اور پیرزادے دین سے ایسے بے تعلق اور اپنی
 بدعات میں ایسے دن رات مشغول ہیں کہ انکو اسلام کی مشکلات اور آفات کی کچھ بھی خبر نہیں

ان کی مجالس میں اگر جاؤ تو بجائے قرآن شریف اور کتب حدیث کے طرح طرح کے تنبورے اور سازنگیان اور ڈھولکیان اور قوال وغیرہ اسباب بدعات نظر آئیں گے اور پہرہ یا وجود اسکے مسلمانوں کے پیشوا ہونے کا دعویٰ اور اتباع نبوی کی لاف زنی اور بعض انہیں عورتوں کا لباس پہنتے ہیں اور ماتھوں میں مہندی لگاتے ہیں اور چوڑیا پہنتے ہیں اور قرآن شریف کی نسبت اشعار پڑھنا اپنی مجلسوں میں پسند کرتے ہیں۔ یہ ایسے پراسنے دلکار ہیں جو خیال میں نہیں آسکتا کہ دور ہو سکیں تاہم خدا تعالیٰ اپنی قدرتیں دکھائے گا اور اسلام کا حامی ہوگا ۱۰ [عورتوں کو کچھ نصیحت]

ہمارے اس زمانہ میں بعض خاص بدعات میں عورتیں ابھی مبتلا ہیں وہ نقد و نکاح کے مسئلہ کو نہایت بڑی نظر سے دیکھتی ہیں گویا اسپر ایمان نہیں رکھتیں انکو معلوم نہیں کہ خدا کی شریعت ہر ایک قسم کا علاج اپنے اندر رکھتی ہے پس اگر اسلام میں نقد و نکاح کا مسئلہ نہ ہوتا تو ایسی صورتیں کہ جو مردوں کے لئے نکاح ثانی کے لئے پیش آجاتی ہیں اس شریعت میں انکا کوئی علاج نہ ہوتا۔ مثلاً اگر عورت دیوانہ ہو جائے یا مجذوم ہو جائے یا ہمیشہ کے لئے کسی ایسی بیماری میں گرفتار ہو جائے جو بیکار کر دیتی ہے یا اور کوئی ایسی صورت پیش آجائے کہ عورت قابل رحم ہو مگر بیکار ہو جاوے اور مرد بھی قابل رحم کہ وہ تاجر پر صبر نہ کر سکے تو ایسی صورت میں مرد کے قولے پر یہ ظلم ہے کہ اسکو نکاح ثانی کی اجازت نہ دی جاوے و حقیقت خدا کی شریعت نے انہیں امور پر نظر کر کے مردوں کے لئے یہ راہ کھلی رکھی ہے اور مجبور یوں کے وقت عورتوں کے لئے بھی یہی راہ کھلی ہے کہ اگر مرد بیکار ہو جاوے تو حاکم کے ذریعہ سے خلع کرالیں جو طلاق کے قائم مقام ہے خدا کی شریعت دو افروش کی دوکان کی مانند ہے پس اگر دوکان ایسی نہیں ہے جس میں سے ہر ایک بیماری کی دوا مل سکتی ہے تو وہ دوکان چل نہیں سکتی پس غور کرو کہ کیا نیچ نہیں کہ بعض شکلات مردوں کے لئے ایسی پیش آجاتی ہیں جن میں وہ نکاح ثانی کے لئے مضطر ہوتے ہیں۔ وہ شریعت کس کام کی جبین کل شکلات کا علاج نہ ہو۔ دیکھو انجیل میں

طلاق کے مسئلہ کی بابت صرف زمانہ کی شرط تھی اور دوسرے صدی طرح کے سبب جو مرد اور عورت میں جانی دشمنی پیدا کر دیتے ہیں ان کا کچھ ذکر نہ تھا اس لئے عیسائی قوم اس غلامی کی برداشت نہ کر سکی اور آفرام کی دین ایک طلاق کا قانون پاس کرنا پڑا سو اب سوچو کہ اس قانون پر عمل کیا کہ نہ ہوگی۔ اور عورت تو فکر نہ کرے جو تمہیں کتاب ملی ہے وہ انجیل کی طرح انسانی تصرف کی محتاج نہیں اور اس کتاب میں جیسے مردوں کے حقوق محفوظ ہیں عورتوں کے حقوق بھی محفوظ ہیں اگر عورت مرد کے تعدد ازواج پر ناراض ہے تو وہ بذریعہ حاکم خلع کر سکتی ہے۔ خدا کا یہ فرض تھا کہ مختلف صورتیں جو مسلمانوں میں پیش آئیں انہیں اپنی شریعت میں اٹھا کر کرے تا شریعت ناقص نہ رہتی سو تم اسے عورتوں اپنے خاوندوں کے ان ارادوں کے وقت کہ وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں خدا تعالیٰ کی شکایت مت کرو بلکہ تم دعا کرو کہ خدا تمہیں مصیبت اور ابتلا سے محفوظ رکھے بیشک وہ مرد سخت ظالم اور قابل ہوا خذہ ہے جو دو چور و مبین کر کے انصاف نہیں کرتا مگر تم خود خدا کی نافرمانی کر کے سو رہو تمہاری مت بنو ہر ایک اپنے کام سے پوچھا جائیگا۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی نظر میں نیک بنو تو تمہارا خاوند بھی نیک کیا جائیگا اگرچہ شریعت نے مختلف مصالح کی وجہ سے تعدد ازواج کو جائز قرار دیا ہے لیکن قضا و قدر کا قانون تمہارے لئے کہتا ہے اگر شریعت کا قانون تمہارے لئے قابل برداشت نہیں تو بذریعہ دعا قضا و قدر کے قانون سے فائدہ اٹھاؤ کیونکہ قضا و قدر کا قانون شریعت کے قانون پر ہی غالب آجاتا ہے تقویٰ اختیار کرو ورنہ اس سے اور اسکی زمینت سو بہت بڑی ست لگاؤ۔ قومی فحش مت کرو کسی عورت سے ٹھٹھا نہ منی مت کرو خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو انکی حیثیت سے باہر ہیں کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاک دامن ہو نیکی حالت میں قبروں میں داخل ہو خدا کے فریض نماز زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو اپنے خاوندوں کی دل جان سے مطیع ہو بہت سا حصہ انکی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے سو تم اپنی اس فہم داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات و فانات میں گنی جاؤ۔ اس بات نہ کرو اور خاوندوں کے مالوں کو بیجا طور پر خرچ نہ کرو۔ خیانت نہ کرو۔ چوری نہ کرو۔ لٹاؤ نہ کرو ایک رات دوسری عورت یا مرد پر تہان نہ لگاؤ

تغییل جمہ

مندرجہ ذیل میموریل حضرت مسیح موعودؑ کو گورنمنٹ آف انڈیا کی خدمت میں بغییل جمعہ پیش کیا

چونکہ تاج پوشی کا جلسہ جو دہلی میں ہو گا ہر ایک فرقہ رعایا کو گورنمنٹ برطانیہ کو اس سربہت خوشی ہے اور مسلمانوں کو ایک خاص خوشی جو اس جلسہ میں ان کے اسلامی تخت گاہ کے شہر کو عزت دی گئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عمن گورنمنٹ کو مسلمانوں پر ایک خاص نظر عنایت ہے اور مسلمانوں کی مدت دراز سے ایک دلی تمنا ہے جسکے پیش کر نیکے لئے اس وقت سے زیادہ مبارک کوئی وقت نہیں کہ ہمارے بادشاہ عالیجاہ قیصر کی تاج پوشی کے جلسہ کا دن قریب ہے اسلئے مجھے تحریک کی گئی کہ میں اس التماس کو ادب سے پیش کروں کیونکہ میں ایک ایسے مسلمانوں کے گروہ کا امام ہوں کہ جو برٹش انڈیا اور دوسرے مقامات میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہے اور میں ضروری نہیں سمجھتا کہ میں ان کے نام لکھوں کیونکہ وہ مجھ سے بیعت کرنے والے ہیں یعنی میرے مرید ہیں اور مجھ سے الگ نہیں ہیں یہ وہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے اور پنجاب اور ہندوستان اور دیگر متفرق مقامات میں پھیلا ہوا ہے یہی وہ فرقہ ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بیوہ رسم کو اٹھا کر چنانچہ اب تک ساٹھ کے قریب میں نے ایسی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو اور انگریزی میں تالیف کر کے شائع کی ہیں جن کا یہی مقصد ہے کہ یہ غلط خیالات مسلمانوں کے دلوں سے محو ہو جائیں اس قوم میں یہ خرابی اکثر نادان مولویوں نے ڈال رکھی ہے لیکن اگر خدا نے چاہا تو میں امید کرتا ہوں کہ عنقریب اس کی اصلاح ہو جائے گی۔ گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام کی طرف سے ایسی کارروائیوں کا ہونا ضروری ہے جس سے مسلمانوں کے دلوں میں منقوش ہو جائے کہ یہ سلطنت اسلام کے لئے حقیقت چشمہ فیض ہے اور نہایت خوشی کی بات ہے کہ حضور لاٹو کرزن بالقاہ نے ایسی نیایاں کار کیاں کی ہیں کہ مسلمانوں کو بھی نہیں بھولیں گی جیسا کہ لاہور کے قلعہ کی مسجد کا مسلمانوں کو عطا کرنا اور

ایک یا سبکی مسجد چسپریل واوان کا قبضہ تھا مسلمانوں کو عنایت فرما اور نیز اپنی طرف سے دہلی کی شاہی مسجد کے لئے ایک قیمتی لال ٹین اپنی جیب سے مرحمت فرمانا ان فیاضانہ کار روایتوں سے جس قدر مسلمان شکر گزار اور گردیدہ ہیں اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا لیکن ایک تمنان کی ہنوں باقی رہے اور وہ امید کئے ہیں کہ جن ہاتھوں سے یہ مرادین پوری ہوئی ہیں وہ تنابھی انہیں ہاتھوں سے پوری ہوگی اور وہ آرزو یہ ہے کہ روز جمعہ ایک اسلامی عظیم الشان تہوار ہے اور قرآن شریف نے خاص کر کے اس دن کو تعطیل کا دن ٹھہرایا ہے اور اس بارے میں خاص ایک سورۃ قرآن شریف میں موجود ہے جس کا نام سورۃ الجمعہ ہے اور اس میں حکم ہے کہ جب جمعہ کی بانگ بجائے تو تم دنیا کا ہر ایک کام بند کر دو اور مسجدوں میں جمع ہو جاؤ اور نماز جمعہ اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرو اور جو شخص ایسا نہ کر لیا وہ سخت گنہگار ہے اور قریب ہے کہ اسلام سے خارج ہو اور جس قدر جمعہ کی نماز اور خطبہ سننے کی قرآن شریف میں تاکید ہے اس قدر عید کی نماز کی بھی تاکید نہیں اسی غرض سے قدیم سے اور جب سے کہ اسلام ظاہر ہوا ہے جمعہ کی تعطیل مسلمانوں میں چلی آئی ہے اور اس ملک میں بھی برابر آٹھ سو برس تک یعنی جب تک کہ اس ملک میں اسلام کی سلطنت رہی جمعہ کی تعطیل ہوتی تھی اسی وجہ سے یاسٹ پیالہ میں جمعہ کی تعطیل ان دنوں تک ہوتی رہی اور اس ملک میں تین قومیں ہیں۔ ہندو عیسائی مسلمان۔ ہندوؤں اور عیسائیوں کو ان کے مذہبی رسوم کا دن گورنمنٹ نے دیا ہوا ہے یعنی اتوار جس میں وہ اپنے مذہبی رسوم ادا کرتے ہیں جس کی تعطیل عام طور پر ہوتی ہے لیکن یہ تیسرا فرقہ یعنی مسلمان اپنے تہوار کے دن سے یعنی جمعہ سے محروم ہیں۔ برٹش انڈیا میں کون مسلمان ہے جو آہ مار کر یہ نہیں کہتا کہ ہمارا ش جمعہ کی تعطیل ہوتی لیکن اس کرزنی دور میں جبکہ لارڈ کرزن اس ملک کے وائسرائے ہیں۔ مسلمانوں کو اس تمناء کے پورے ہونے میں بہت کچھ امید بٹھ گئی ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ جبکہ لارڈ ہو صوف نے دلی فیاضی اور ہمدردی سے ان کی مساجد و گداز کرادی ہیں تو پھر وہ امر جو مسجدوں کی علت غائی ہے یعنی نماز جمعہ یا مگر بھی انہیں ہاتھوں سے انجام پذیر ہوگا۔ مسجد تو مثل و ستر خوان یا منیر کے ہے جس پر روٹی رکھی جاتی ہے مگر نماز جمعہ اصل روٹی ہے۔

تمام مساجد کی بڑی بھانڈ غرض نماز جمعہ ہے پس کیا ہمارے عالی ہمت و ایسے لارڈ گزرن یہ
 روار کھین گے کہ وہ ہمیں دسترخوان تو دین مگر روٹی ندین ایسی دعوت تو ناقص ہے اور امینین
 کہ ایسا فیاض دل جو اندر ایسی ہمی کو اپنے پرگوارا کرے اور اگر ایسا ہمدرد و ایسے جسکے بعد
 کم امید ہے کہ اس کی نظیر ملے اس فیاضی کی طرف توجہ نہ فرماوے تو پھر اسکے بعد عقل سمجھ نہیں
 کر سکتی کہ مسلمانوں کے لئے کبھی وہ دن آوے کہ دوسرے و ایسے سے یہ مراد یا سکین یک
 ایسی مراد ہے کہ اسکا انجام پذیر ہونا مسلمانوں کے دلون کو گورنمنٹ برطانیہ کی محبت کی طرف
 ایک زبردست کشش سے کھینچ لے گا اور ان احسانوں کی فہرست میں جو اس گورنمنٹ نے
 مسلمانوں پر کئے ہیں اگر یہ احسان بھی کیا گیا جو عام طور پر حجہ کی تعطیل دیا جائے تو یہ ایسا احسان
 ہو گا کہ جو آب زر سے لکھنے کے لائق ہو گا اور اسکا مسلمانوں کے دلون پر بڑا اثر پڑے گا بالخصوص
 جبکہ عین تاج پوشی کے جلسہ میں جہان نہار مارٹین اور والیان ملک موجود ہوں گے اس احسان
 کو تاج پوشی کی ایک یادگار ٹھہرا کر سنایا جائے گا تو جو کچھ مسلمانوں کے دلون میں خوشی سے بھری
 ہوئی محبت پیدا ہوگی اسکا کیا اندازہ ہو سکتا ہے اس دن لوگ تمام شہر میں خوشی کے نعروں کے
 ساتھ لارڈ گزرن کے گیت گائیں گے اور اسکے حق میں دعائیں کریں گے اور اس کارروائی
 سے اسلام اور عیسائیت میں ایک میدان پیدا ہو جائے گا اور تمام تعریف لارڈ گزرن کے
 عہد کی طرف ہمیشہ کیلئے منسوب رہے گی اور میری دانست میں عام مسلمانوں کو خوش کرنے کے
 لئے جو کارنامہ وہ چھوڑ جائیں گے اس سے بہتر کوئی نہ ہو گا مسلمان ایک قوم ہے جو سب سے
 زیادہ مذہب کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے اور ہر ایک تالیف قلوب جو مذہبی رنگ میں کی جائے
 وہ اسکے دلون کو کھینچ لیتی ہے پس اعلیٰ سے اعلیٰ حکمت عملی مسلمانوں کو مسخر کرنے کی یہی ہے کہ مذہبی
 رنگ میں ان کو کوئی فائدہ پہنچایا جائے۔ چونکہ تاج پوشی کے جلسہ کا موقع ایک ایسا بابرکت موقع
 ہے کہ ہندو مسلمانوں کی اس طرف آنکھیں لگی ہوئی ہیں کہ اس مبارک رسم کی یادگار میں کیا کچھ
 سرفرازی ہر دو فریق کی کیجاتی ہے پس اگر گورنمنٹ اس مبارک دن کی یادگار کے لئے مسلمانوں
 کے لئے جمعہ کی تعطیل کھولے یا اگر نہ ہو سکے تو نصف دن کی ہی تعطیل دے دے تو میں سمجھتا ہوں کہ

کہ عام دنوں کو خوش کر نیکی لئے اس سے زیادہ کوئی کارروائی ہے مگر چونکہ گورنمنٹ کی فیاضی کا شکر
 دائرہ نہیں ہے اور اگر توجہ پیدا ہو تو اس کو کچھ پروا نہیں ہے اس لئے صرف نصف دن کی تعطیل ایک ادنیٰ
 بات ہے یقیناً ہے کہ گورنمنٹ عالیہ اس مبارک یا کارین پور سے دن کی تعطیل عنایت فرمائیگی اور
 یہی مسلمانوں کو توقع ہے۔ جمعہ کے دن کو کچھ مسلمانوں سے ہی خصوصیت نہیں بلکہ یہ دن عیسائی مذہب
 میں بھی قابلِ تعظیم ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جمعہ کے روز ہی صلیب دے گئے تھے اور عیسائی
 عقیدہ کے رو سے تمام برسات کی جڑ یہی واقعہ ہے یہودیوں کا سبت بھی اس زمانہ تک کہ جب وہ
 مصر سے نہیں نکلے تھے جمہوری تھا قدیم مصری سلطنت میں بھی جمعہ کی ہی تعطیل ہوتی تھی اور حضرت
 آدم بھی جمعہ کے دن ہی پیدا ہوئے تھے نوح کی کشتی اراٹ کے پہاڑ پر جمعہ کے دن ہی لگی تھی۔ پس
 اس تعطیل سے یہ تمام یادگارین قائم ہو سکتی ہیں اور مسلمان اس بات پر راضی ہیں کہ ان کی بعض
 غیر ضروری تعطیلیں بند کر کے ان کی جگہ جمعہ کی تعطیل دی جائے اور مجھے اس بات کا خیال ہے کہ جمعہ کی
 تعطیل رہا یا اور گورنمنٹ میں ایک حقیقی مصالحت کی بنیاد ڈالے گی اور خیالات پر ایک ایسا اثر ہوگا
 کہ وہ فوق العادہ تصور کیا جائے گا اگرچہ گورنمنٹ بہت دشمن ہے لیکن عام مسلمانوں کے حالات
 سے ذاتی واقفیت مجھے اس بات کے اظہار کے لئے مجبور کرتی ہے کہ اس موقع پر مسلمانوں کو خوش کر نیکی
 لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی طریق نہیں اس لئے ایک بڑی جماعت کی تحریک سے یہ میو ریل ریل
 حضور کیا جاتا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ توجہ سے اس پر غور کیا جائے خاص کر میرے لئے جو ہمیشہ اس سٹی میں
 ہوں کہ مسلمان لوگ گورنمنٹ کے ساتھ سچے اخلاص میں ترقی کریں اس تعطیل سے ایک دستاویز ملتی ہے
 اور گورنمنٹ کی عنایات ثابت کر نیکی لئے اور نئے دلائل حاصل ہوتے ہیں اسلئے میں اس عرض
 کیلئے جرات کرتا ہوں کہ اس عرضداشت پر ضرور توجہ فرمائی جائے اور اس کو ایک حوالی عرضی سمجھ کر ان پر کیا جائے اور نتیجہ
 کیا جائے کہ صرف ایک شخص کی یہ درخواست ہے کیونکہ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں یہ ایک شخص کی درخواست نہیں بلکہ ایک
 لاکھ معزز مسلمان کی درخواست ہے اور چونکہ وہ لوگ سچے بیعت اور مریہ کی تعلق رکھتے ہیں اسلئے ضروری نہیں
 سمجھا گیا کہ ان کے نام لکھے جائیں اور میں ان سب کی طرف سے بطور ایڈوکیٹ ہو کر امید بھرے ہوئے
 دل کے ساتھ یہ عرضداشت روانہ کرتا ہوں اور دعا ہے ختم کرتا ہوں *

اعجاز احمدی

دائی اوز زندہ معجزہ

مختلف مذاہب کے بیان کردہ معجزات کا مطالعہ تحقیق کا ایک وسیع میدان ہمارے سامنے پیش کرتا ہے لیکن ہمارے
موجودہ مضمون کو اس سے کچھ بھی تعلق نہیں اس معجزہ کو جس کی طرف ہم ناظرین کو توجہ دلانا چاہتے ہیں معجزات کی
تاریخ میں ایک سلسلہ بنیظیر اور اعلیٰ مرتبہ حاصل ہو گا جو ہم حضرت موسیٰ و عیسیٰ و دیگر انبیاء علیہم السلام
کی نبوت اور ان کے خدا کی طرف سے ہونے پر ایمان لاتے ہیں لیکن اس امر سے ہم انکار نہیں کر سکتے کہ ان معجزات
اور نشان صرف عارضی اور وقتی نشان تھے جو ایک خاص زمانہ اور خاص قوم کیلئے دکھائے گئے تھے مثلاً
سب سے بڑا معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے انکے عصا کا سانپ بن جانا صرف ناظرین کے لئے ہی ایک معجزہ تھا
لیکن ان کی ذریت اور دیگر اشخاص کے سامنے یہ صرف ایک کہانی ہے اور ان کی طبیعتوں کیلئے یہ ایک
مبالغہ آمیز افسانہ کے سوا اور کچھ نہیں۔ انجیل کے معجزات محض توریت و دیگر صحف انبیاء کے معجزات کی
نقل ہیں۔ اور عظمت میں بعض حالتوں میں ان سے بہت کم درجہ پر ہیں دیوتا کے لئے پر آج لوگ ہنسی
اڑاتے اور پانی کو شراب بنانے پر خیر خواہ بنی نوع تاسف کرتے ہیں۔ آم کا پودا فوراً اگانا انجیل کے
وزعت کے سکھانے سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے۔ یسوع کے پانی پر چلنے کو لوگوں کے ہوا پر اڑنے نے
بالکل مات کر دیا ہے۔ اس نے بیماروں کو چھٹا کیا لیکن یہی کام سلوم کے تالاب نے اور یسوع
کے ہم عصیر مخالفوں نے بھی کئے اور ہر زمانہ میں لوگ سلب اعتراض کرتے آئے ہیں۔ امیرکہ کا
جھوٹا رسول ڈاکٹر ڈوئی بھی آج کل وہی کام کرتا ہے جو یسوع دو ہزار سال پیش کیا کرتا تھا اور اپنی
ناکامیوں کے وقت وہ یسوع کی ناکامیوں کو مثلاً پیش کر دیتا ہے۔ الغرض ایسے معجزات میں تاریخی
پہلو سے بہت نقص ہیں۔ اول تو یہ عارضی باتیں ہوتی ہیں اور گو مشاہدہ کرنے والے لوگ کچھ عرصہ
تک متعجب رہیں لیکن معجزہ ہو چکنے کے بعد یا انبیوالی مسنون کے لئے ایسے معجزات ان خصوصیتوں سے
خالی ہوتے ہیں جو دلوں میں خدا تعالیٰ کی قدرت و عظمت کا رعب بٹھا سکے جس کا ان کے ساتھ

دوسرے زندہ معجزات بطور شاہد کے موجود نہ ہوں بلکہ ان کا اثر بہت جلد دلوں سے ناپا ہو جاتا ہے۔ دویم ایسے معجزات و عوے کی ایسی دلیل نہیں ہوتی جس سے قدرتی طور پر نتیجہ صداقت و عوے کا پیدا ہوا اور اس طرح پر صحیح تعلق و دلیل اور عوے کے درمیان کوئی نہیں ہوتا اگر کوئی شخص خالص پانی کی شراب بنائے تو اس سے یہ استدلال نہیں کر سکتے کہ اس کا کلام خدا کا کلام ہے یا وہ اپنے کسی عوے میں سچا ہے ان اس کرتب سے ہم زیادہ سے زیادہ یہی نتیجہ نکالیں گے کہ وہ پاک پانی کی ناپاک شراب بنائے میں ماہر ہے۔ سو ہم ان معجزات کی بیشک وہ شہادت صاف اور صریح نہیں ہوتی۔ ماریونکو ہتھکنڈے معمولی تماش بینوں کی نظر میں معجزہ کا اثر رکھتے ہیں اس قسم کے اصلی معجزہ اور ہتھکنڈے میں امتیاز کرنے کیلئے کوئی کھلا کھلا معیار نہیں ہو سکتا کیونکہ ایسا نہیں جس کی نقل شعبہ بانا و جسمانی ورزش والوں نے نہ کی ہو اور ایسے معجزات اور مصنوعی باتوں میں بڑی مشابہت پائی جاتی ہے۔ چارم چونکہ ایسے معجزات چند لمحوں کے لئے ہوتے ہیں اس لئے دیکھنے والے بھی اس کی اصلیت پر پورا یقین نہیں کر سکتے ممکن ہو کہ دیکھنے والے کو دھوکا لگا ہو یا کوئی ایسا فریب ہو جس کی وہ اصلیت تک نہ پہنچ سکے ہو کیونکہ حقیقت تک پہنچنے کے لئے کافی وقت نہیں ہوتا۔ بیشتر اسکے کہ کوئی شخص اسپرٹور کر کے معجزہ ختم ہو جاتا ہے۔ پنجم ایسے معجزات دکھائے جائیکے بعد بلحاظ دلیل ایک صراحت و بداہت و قدرت اپنے اندر نہیں رکھتے۔ دوسرے زمانہ میں انہیں کسی عوے کی تائید میں پیش کرنا گویا دعویٰ ہی کو دلیل ٹھہراتا ہے کسی عوے کے ثبوت میں انکو پیش کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ان کی سچائی کو ضرورت شہادتوں اور تصدیق و دلیل سے ثابت کیا جائے۔ ششم انکی سچائی اور واقع ہونے کی لایہ می شہادت عموماً یافت سے باہر ہوتی ہے اسکے مشاہدہ کرنیوالے صرف چند اشخاص ہوتے ہیں اور سب ایک آناً فاناً کا نظارہ ہونیکے ان کا اثر زمانہ آئندہ پر کم پڑتا ہے خارق عادت واقعات پر ایمان لانے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو انکے مشاہدین ہوں لیکن دیگر اشخاص کے نزدیک ان میں اور مبالغہ آمیز فسادوں میں کوئی کافی اور کھلا کھلا امتیاز مشکل سے مل سکتا ہے رویت کی شہادت بالکل نہیں ہوتی۔ ممکن ہو کہ اراقصہ ہی غلط ہو۔ یا جس شخص کی شہادت بیان کی جاتی ہے اس نے جھوٹ بولا ہو یا اسکو دھوکا لگا ہو پس اس صورت میں اصلیت تک پہنچنا محال کے قریب قریب

یوحنا بن زبوری

ہو جاتا ہے ہفتہ معجزات کی تعداد اتنی بڑھ گئی ہے کہ ایک انصاف پسند محقق کے لئے واقعات کا امتیاز اور جھوٹی باتوں کا رد نہایت مشکل امر ہے۔ ہر ایک مذہبی فرقہ اپنے پیشواؤں کے عجیب عجیب قصے بیان کرتا ہے لیکن اصلی واقعہ میں جھوٹ ایسا ملا ہوتا ہے کہ دونوں کو علیحدہ علیحدہ کرنا ایک سخت دشوار امر ہے۔ نیز اگر کوئی صحیح واقعہ موجود بھی مانا جائے تو بھی یہ جھوٹی کہانی کا عشرہ قرآن شریف ہی ایک لامتناہی کتاب ہے جسے ان سب عیوب کے پاک غلیم الشان معجزہ پیش کرنے کا فخر حاصل ہے اس کے معجزہ کی صداقت ہر شخص اپنے زمانہ میں اپنے واسطے جانچ سکتا ہے یہ معجزہ تمام لوگوں اور تمام زمانوں کے لئے ہے۔ نیز اس معجزہ کو اس دعوے سے بڑا بھاری تعلق ہے جس کی تائید میں وہ پیش کیا گیا ہے چنانچہ قرآن مجید کے شروع میں اس معجزہ کا یون ذکر ہے وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ ۚ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِمَّنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ ۝

(البقرہ ۲۴۱) ترجمہ ”اور اگر تم شک کرتے ہو بیچ اس چیز کے جو تماری ہم نے اپنے بندے پر تو بنا لاؤ ایک سورۃ اس کی مانند اور بلا لو اپنی مدد کے لئے ان تمام مددگاروں خدا کے سوا جن پر تم بھروسہ کرتے ہو اگر تم سچے ہو اور اگر تم یہ نہ کرو اور تم ہرگز نہ سکو گے تو ڈرو ووزخ کی آگ سے“ ایک اور مقام پر آیا ہے قُلِ لِّإِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا (بنی اسرائیل) ترجمہ ”کہہ دے اگر جمع ہو جائیں جن اور انسان اس بات پر کہ قرآن کی مثل بنالین نہین بناسکیں گے اس کی مثل خواہ وہ ایک دوسرے کی مدد ہی کریں“ قرآن کریم کا یہ معجزہ ہمیشہ کے لئے زندہ اور تمام زمانوں میں اس کی صداقت کا معیار ہے اس معجزہ کا قیام جس سے بیمار چنگے ہوتے یا مردے زندہ کئے جاتے ہیں (اگر بالفرض ایسا ہوتا ہو) تو اس شخص کے وجود سے ہی وابستہ ہوتا ہے جسے اس معجزہ کے اثر سے فائدہ اٹھایا ہوا اور اس کی موت کیساتھ اس پر بھی ایک موت طاری ہو جاتی ہے لیکن قرآن کریم ہمیشہ زندہ ہے اور اس کے ساتھ اس کا پڑھنا شکر

معجزہ بھی زندہ ہے۔ قرآن کریم کے اس دعوے کی منادی کہ وہ بے مثل اور الہی کلام ہے تیرہ صدیوں سے کی جا رہی ہے اور ہمیشہ تک بغیر کسی مقابلہ کے دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ہوتی رہے گی۔ تمام دنیا اب اور آئندہ اسکے معجزہ کی سچائی پر گواہ ہے اور ہر سگی یہ آج بھی اپنے مخالفین کو اپنا مثل بنانیکے لئے ویسا ہی چیلنج کرتا ہے جیسے گزشتہ زمانہ میں کیا کرتا تھا۔ انسانوں کی لیاقت اور عقل کی کمزوری اور ناقابلیت اسکے مثل بنانے میں اسکے معجزہ کی صداقت کی صاف اور قطعی دلیل ہے جسکے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں پڑتی اس معجزہ سے قرآن کریم کا صریح منجانب الہد ہونا بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر کل انسانی طاقتیں قرآن مجید کے مثل بنانے میں عاجز ہیں تو معلوم ہوا کہ اسکا صدور کسی اعلیٰ منبع سے ہے اور اس طرح قرآن کریم کا یہ معجزہ اسکے منجانب الہد ہونے کی سچائی پر دال ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی یہی زندہ معجزہ عطا ہوا ہے کیونکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ و منظر و سچا خادم ہے۔ قریباً دس سال ہوئے کہ اپنے خدا سے الہام پا کر شہر کیا تھا کہ خدا نے مجھے فیض بلخ عربی لکھنے کا معجزہ بخشا ہے اور یہ کہ کوئی عزلی دان بیری عربی کی مثل نہ بنا سکے گا خواہ تمام علماء ایک دوسرے کی مدد ہی کیوں نہ کریں۔ دس سال سے اس چیلنج کا کسی نے مقابلہ نہیں کیا اگر آپ نے اس امر کی تجدید ہر تازہ تصنیف سے کی ہے۔ اور گواہ اسلامی ممالک کے تمام علماء بار بار اس چیلنج کو قبول کرنے کے لئے مدعو کئے گئے ہیں اعجاز المسیح میں جو سورۃ فاتحہ کی ایک معجزانہ تفسیر ہے۔ یہی دعوے کیا گیا۔ جسکے بارے میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ تمام عربی دان خواہ اس کی مثل بنانے میں متفق بھی ہو جائیں تو بھی نہ بنا سکیں گے اور اگر کسی نے اس امر کی جرأت کی تو وہ ذلیل اور ناکام ہوگا۔ عیسائی و مسلمان مخالفین نے اپنی خاموشی کے ساتھ ان الفاظ کی صداقت پر مہر کر دی ہے۔

ایک اور کتاب اعجاز احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گزشتہ ۱۶ نومبر کو شائع کی۔ اس کتاب کے ۱۷ صفحہ ہیں اور یہ پانچ دن میں لکھی گئی اس کی تصنیف کا باعث ایک مباحثہ تھا۔ جو ضلع امرتسر کے ایک گاؤں مذامی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مریدوں اور ایک مشہور مخالف

کے مابین ہوا۔ یہ مباحثہ ۳۰ و ۲۹ اکتوبر گذشتہ کو ہوا اور اس کی خبر آپ کو دور دراز بعد ملی۔ پہلے چالیس صفحوں میں دیکھا کہ جس میں مباحثہ مذکور کے متعلق مخالفین کے دلائل کی تردید ہے اور باقی حصہ میں ایک نہایت فصیح و بلیغ عربی نظم ہے جس میں واقعات مباحثہ و چند پیشگوئیاں شامل ہیں اس کتاب کے ساتھ مخالفوں کے لئے کہ اگر وہ اس کی مثل بنالائین دس ہزار روپیہ کا انعام بھی تھا اسکے مقابلہ کیلئے مخالفین کو صرف برابری کی سطح پر ہی مدعو نہیں کیا گیا تھا بلکہ ان کو دو طرح سے آسانی بھی دی گئی تھی۔ اول یہ کہ اگر وہ چاہیں تو اپنی مدد کے لئے بھجان سے چاہیں عربی دان اور دیون اور علماء کو بلا لیں۔ دوسرے یہ کہ چاہتے ہاں پنج روز کے جس میں یہ کتاب لکھی گئی مخالفین کو پچیس روز تک اس کی مثل تیار کرنے کی مہلت دی گئی تھی اس طرح پر دو ہری سہولت ان کو دی گئی۔ مگر ان تمام سہولتوں کے باوجود مخالفین نے جنہیں اکثر بڑے بڑے لائق عربی دان بھی ہیں اپنی خاموشی سے قطعاً ثابت کر دیا ہے کہ انسانی طاقتیں اعجاز احمدی کے مثل بنانے میں عاجز ہیں اور اس لئے یہ انسانی کام نہیں بلکہ منجانب اللہ ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہے کہ وہ پیشگوئی جو احمدی فرقہ کے اول اور نہایت شدید دشمن مولوی محمد حسین بٹالوی اور ششی الہی بخش کو ٹھٹھ پبلک و کس لاہور کی نسبت چودہ بھی سلسلہ عالیہ کا معاند ہے جمع دواور پیشگوئیوں کے کی گئی ہے انسانی فراست کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی کیونکہ آپس میں کسی سخت مخالفت کی نسبت ایسے وقت پر جبکہ وہ اپنی دشمنی میں مددگار بن رہے ہوں۔ اس کی تبدیلی کی پیشگوئی کرنا سوائے الہی حکمت و علم کے کسی کا کام نہیں ہو سکتا۔

یسوع کی عصمت کے متعلق انجیل کی تعلیم

یسوع کے سوا نیکے وقت ہر ایک متفق کہ یہ یسوع مسیحی ہے انجیل نویسوں نے دیرہ وافرستہ پیش کردہ یسوع کے بچپن کے حالات کو اشارتاً بیان کر دیا ہے جو یہ بتا رہے ہیں کہ اس کی جوانی کے ایام پر اڑاؤ پا پر وہ ڈالا گیا ہے جبکہ وہ عین شباب کے دنوں میں تھا اور جب اس کی خلاقیت کا کئی کئی بڑے ہنر مند کا روکنا نہایت قابل فخر تھا لیکن انجیل نویسوں نے دیرہ وافرستہ سے اس کی تعریف کی ہے۔

زندگی کو بیان کر نیسے کنارہ کشی کی ہے انہوں نے اس کی زندگی اس دن پر شروع کی ہے جب وہ
یہ بن کے پاک پانی سے صاف ہو کر اور پھل کے ہاتھ پر توپ کا پتہ لیکر ایک تبدیل شدہ انسان
بنا۔ اگر اس زمانہ کی نسبت جہان انجیل نویسوں نے خاموشی اختیار کی ہو دوسرے ذرائع سے
پتہ لگایا جائے اور مخالفین کے بیان کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس میں شک نہیں کہ اس کی سوانح
میں اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی کا نمونہ نہیں ملتا بلکہ مخالفین کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس وقت
عیوب سے خالی نہ تھا مثلاً یہودی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ ایک یہودی لڑکی پر عاشق ہو گیا اسوجہ
اس کے استاد نے ناراض ہو کر اسے عاق کر دیا اس قسم کے واقعات یسوع کی الوہیت و معصومیت پر
ایک خطرناک حملہ ہیں لیکن ہم اس مضمون کو صرف انجیل کے حوالوں کے سامنے لکھنا چاہتے ہیں اور
اس کے مخالفین کے بیانات کو ابھی چھوڑتے ہیں۔

اس بارہ میں یسوع کا ایک اپنا متفقہ قطعی ثبوت ہے انجیل متی ۱۹ء میں لکھا ہے کہ ایک
شخص نے یسوع کے پاس آکر کہا کہ ”اے نیک استاد میں کوئی نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی
پاؤں“ اور اس نے جواب دیا ”تو مجھے نیک کیونکہ تیرا ہی نیک کوئی نہیں مگر ایک معنی خدا اس سے ظاہر
ہوتا ہے کہ یسوع کا نیک کہلانے سے انکار کرنا اس واسطے تھا کہ وہ اپنے آپ کو گناہ سمجھتا تھا اس موقع پر جو
جواب یسوع کی عصمت کے حامی دیتے ہیں وہ بجائے خود اس امر کی مضبوط دلیل ہے کہ ان کے پاس کوئی
جواب نہیں وہ کہتے ہیں کہ چونکہ یسوع خدا تھا اسلئے ایسے جواب کے اسکا منشاء صرف یہ تھا کہ وہ شخص جو
اسے صرف انسان سمجھتا ہے اسے نیک نہ کہے کیونکہ کوئی انسان گناہ سے بری نہیں اسلئے کوئی بشر
نیک نہیں کہلا سکتا لیکن ایک موٹی سے موٹی عقل والا انسان بھی اس بیان کی بیہودگی کو سمجھ سکتا ہے
کیونکہ اگر یسوع صاف طور پر اپنی خدائی کا دعوے یہودیوں کے سامنے پیش کر چکا تھا تو ضرور تھا کہ وہ
اپنی شریعت کے رو سے ایک مرتد اور نہایت گناہگار شخص خیال کرتے ہوں اور شریعت موسوی کے
محاذ سے وہ موت کا سزا وار ٹھہرایا جاتا۔ پس کس طرح ایک یہودی اس دعوے کو جانکر اور مٹی کو نیک
کہہ کر خدا کے احکام کی خلاف ورزی کر سکتا تھا۔ برخلاف اسکے اگر اس شخص نے یسوع کے خدائی
دعوے کو قبول کیا ہوتا تھا تو یہ کہنا ہی بالکل لغو اور بے معنی ہے کیونکہ الوہیت کا تو اس وقت انکار ہی نہیں

کیا گیا۔ یہ فرض کرنا ایک یہود وہ امر ہے کہ ایک یہودی نے جو اپنے مذہب پر قائم تھا یسوع کے دعویٰ
 الوہیت کو جان کر بھی اسے نیک استاد کے خطاب سے مخاطب کیا۔ یہودی مذہب اس بات
 کی تردید کرتا ہے کہ کبھی خدا بھی جسم میں ظاہر ہوا کرتا ہے اور ایسا دعویٰ کرنے والے کو نہایت دھوکے
 گنہگار قرار دیتا ہے۔ اب یسوع کے حامیوں کو دو صورتوں میں سے ایک کا اقرار کرنا پڑے گا۔
 یعنی یا تو سابق یسوع کی خدائی کے دعوے کو ماننا تھا۔ اس صورت میں یسوع کا جواب نفی اور
 معنی ہے اور یا وہ خدائی کے دعوے کو نہ ماننا تھا اس صورت میں اس کا خطاب صحیح نہیں ٹھہر سکتا
 یہ تشریح اس آیت کی عیسائی مفسرین نے کی ہے وہ یوں غلط ثابت ہوئی۔ نیز یسوع کے
 صاف صاف انجیلی الفاظ سے کھینچ کر ایسے نئے لگا دیے بھی نہیں جاسکتے اور کوئی عقلمند ایسی
 ترکیب دیکھوں کو قبول نہیں کر سکتا۔ اگر انہیں باتوں پر یسوع کی عصمت کی بناء ہے تو باریوں کو
 جو دوسرے انبیاء کی عصمت پر اعتراض کرتے ہیں، یسوع کی عصمت سے ناتھ دھو لینے
 چاہتے ہیں۔ ان الفاظ یسوع نے بولے ان کا صاف اور سیدھا مفہوم جسکو ہر ایک عقلمند انسان قبول
 کرے گا یہی ہے کہ اس نے اپنی بیگناہی کا انکار کیا۔ اگر اس طرح پر عبارتوں کو کھینچ کر ان کے کچھ کے
 کچھ معنی مراد لئے جاویں تو کسی عبارت کا مفہوم بیان کرنے میں کوئی امن نہیں رہتا۔ غرض
 ان واقعات سے عیاں ہے کہ انجیلین بجائے یسوع کی مصومیت کے مسئلہ کی تائید کرنے کے
 اسے گنہگار بتلا رہی ہیں کیونکہ آیت مذکورہ کے رو سے یسوع نے نیک یا بیگناہ کہنا ہی انکار
 کیا وہ تمام بیانات بالکل یہودہ ہیں جو ان الفاظ کے صریح معانی کو روکنے کے لیے پیش کیے جاتے
 ہیں اور کوئی عقلمند انسان ان الفاظ سے سوا بے یسوع کی گنہگاری کے کوئی اور نتیجہ نہیں نکال سکتا
 یسوع کے افعال بھی اسی امر کے موید ہیں کہ وہ بیگناہ تھا اس نے یوحنا بپتسمہ دینے والے
 کے پاؤں بپتسمہ لیا۔ اس بپتسمہ لینے کے متعلق کئی امور مد نظر رکھنے چاہئے۔ اول یوحنا کا بپتسمہ
 اور گناہوں کے اقرار کا بپتسمہ تھا جیسا متی ۳: ۲ میں کہا ہے کہ ”یروشلم اور تمام یہودیہ اور یہودین
 آس پاس کے ملکوں کے رہنے والے اسکے پاس گئے اور یہودین میں اپنے گناہوں کا اقرار کر کے
 اس سے بپتسمہ لیا“ لہذا قاطعاً میں کہتا ہوں اور وہ (یوحنا) یہودین کے سارے اس پاس کے ملک

میں آگے گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کے پتہ کی منادی کرتا رہا۔ دوسری دو پھیلون میں بھی اسی قسم کی آیتیں موجود ہیں ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا کا بپتسمہ گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کا بپتسمہ تھا جیسا کہ لوگانے صاف طور پر بیان کیا ہے۔ یسوع نے بھی دیگر یودیوں کی طرح بپتسمہ پایا اور دوسرے گناہوں کی طرح ضرور اپنے گناہوں کا اقرار بھی کیا ہو گا ورنہ بپتسمہ نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ یوحنا کے بپتسمہ میں بپتسمہ لینے والے کی طرف سے گناہوں کا اقرار ہوتا تھا اس اقرار کے بعد بپتسمہ لینے والا مرید کو پانی میں غوطہ دیتا تھا اور اس سے مراد یہ لیا جاتا تھا کہ بپتسمہ لینے والا گناہوں سے صاف ہو گیا ہے اگر گناہوں کا اقرار نہ ہوا ہو تو پانی میں غوطہ دینا بھی نہ ہوا ہو گا اور اس طرح بپتسمہ کی کوئی رسم بھی پوری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یوحنا کا بپتسمہ توبہ گناہوں کے اقرار اور بپتسمہ پانی میں غوطہ لینے کے بعد ان گناہوں کی معافی کا بپتسمہ تھا۔ یسوع نے خود اس طرح بپتسمہ حاصل کرنا چاہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کسی اور طریق سے گناہوں کی معافی اور روح القدس کا انعام نہیں مل سکتا۔ انسان کی طرح یا سبیل کا میں لکھا ہے کہ یوحنا کا بپتسمہ توبہ اور گناہوں کی معافی کا بپتسمہ تھا۔ اور اس سے یہ مراد تھی کہ ”روحانی پلیدیوں سے صفائی حاصل ہو“ یہ کہنا کہ یسوع نے صرف بے معنی رسم پوری کی سخت بیہودگی ہے۔ انجیلیں کہتی ہیں کہ یسوع بپتسمہ ملا اور اس نے تمام رسم کو ادا کیا جس کا بڑا حصہ گناہوں کا اقرار تھا اس کو بے معنی رسم قرار دینا گویا یہ کہنا ہے کہ جب اس نے گناہوں کا اقرار کیا تو وہ کہتا کچھ تھا اور اسکے دل میں کچھ تھا۔ لیکن یہ تو بیاکاری ہی کسی نے اسے مجبور نہیں کیا تھا کہ گناہوں کا اقرار کرتا پھرے جبکہ اس نے کوئی بھی گناہ نہیں کیا تھا نیز اگر اسے ایک موقع چھوٹ بولا تو پھر کیوں ممکن نہیں کہ اس کی باقی تعلیم اور بیانات بھی اسی قبیل کے ہوں۔ کیا اس سے یہ نہیں پایا جاتا کہ اسکے تمام الفاظ اور کام جھوٹے اور بے معنی تھے۔ انجیل کے مطابق یسوع کا دعویٰ تو یہ تھا کہ میں معلم ہوں اور شریعت کو نسخہ کرنے آیا ہوں اور وہیکہ شریعت کے رسوم بے معنی اور مہمل اور بے حقیقت تھے اور پھر خود ایسے کام کئے جن میں کوئی حقیقت نہ تھی اور ایسے الفاظ بولے جو محض جھوٹ تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے بیانات صرف عیسائیوں کے ڈھکوسلے ہیں جو ایک جھوٹے دعویٰ کو قائم کرنے کیلئے پیش کئے جاتے ہیں۔ انجیلوں میں معلوم

ہوتا ہے کہ یسوع نے صاف صاف نیک کہلائیے انکار کیا اور اس قول کی تائید اپنے فعل سے
کی یعنی یوحنا کے ہاتھ پر پتہ لیا۔

دوم انجیلوں نے معلوم ہوتا ہے کہ روح القدس یسوع پر نہ اتری جب تک اس نے یوحنا
کے ہاتھ سے پتہ نہ پایا۔ اگر عیسائی مشنری اس امر پر غور کرتے تو انہیں آسانی سے معلوم ہوتا
کہ یسوع کی زندگی کا سب سے عظیم الشان واقعہ جو اسکے لئے نزول برکات و انوار کا موجب ہوا یوحنا
سے پتہ لینا تھا جس کے بغیر روح القدس ہرگز اس پر نازل نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کی کیا وجہ تھی
کہ خدا نے روح القدس کا انعام یسوع کو نہ دیا جب تک اس نے یوحنا کے ہاتھ پر تو پتہ نہ کر لی جن
تو یہ ہے کہ یہ پتہ ہی اسے ایک بے معنی رسم ہونیکے یسوع کی زندگی میں ایک عظیم الشان واقعہ ہو
اور انجیل ہی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ واقعی یوحنا یسوع کا روحانی باپ بننے کے لائق تھا کیونکہ
لوقا ۱/۱۵ سے ہمیں پتہ ملتا ہے کہ ”وہ یعنی یوحنا اپنی ماں کے پیٹ ہی سے روح القدس سے بھرا ہوا
تھا“ لیکن یسوع پر روح القدس نازل نہ ہوئی جب تک اس نے یوحنا کے سامنے عجز ظاہر نہ کیا
اور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے اسکے ہاتھ پر تو پتہ نہ کی۔ اس پتہ کا اثر اتنی جلدی ہوا یا دوسرے
لفظوں میں یون کہنا چاہئے کہ یوحنا کی روحانی طاقت ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ جو نہی یسوع نے اسکے
پاس تو بہ کی اس وقت روح القدس کا انعام اسے بخشا گیا۔

نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یسوع اپنی راستبازی کو جب تک اس نے یوحنا سے پتہ نہ لیا ناقص
خیال کرتا تھا۔ متی یسوع کے وہ الفاظ لکھتا ہے جن میں اس نے یوحنا کے ہاتھ سے پتہ لینے کی وجہ بیان
کی ہے ”کیونکہ میں مناسب ہے کہ یونہی سب راستبازی پوری کریں“ اس سے ظاہر ہے کہ اس وقت
وہ اپنی راستبازی کو ناقص خیال کرتا تھا۔ اسی نقص کو اپنی راستبازی میں محسوس کر کے یا کسی دیگر
گناہ کے باعث اس نے یوحنا کے سامنے انکساری کی اور اپنے گناہوں کی معافی مانگی یسوع کی
راستبازی کا نقص اسکے اپنے اقرار سے ظاہر ہے کیونکہ اس نے کہا کہ میں شراب پیتا ہوں ملائکہ
یوحنا بقول انجیل تمام مسکرات سے پہلے گریو لا تھا۔ یوحنا کے وہ الفاظ جو متی نے لکھے ہیں اور
جسے پایا جاتا ہے کہ یوحنا نے یسوع کے مقابلہ میں کفری دکھائی بالکل بے بنیاد ہیں کیونکہ ان کی نظر

دوسری دو معتبر انجیلوں میں ہمیں پائی جاتی۔ نیز ان الفاظ کی ترویج تھی کہ یہی بیان سے ہوتی ہے۔
 جہاں یسوع نے اقرار کیا کہ میری راستبازی یوحنا کے ہاتھ پر تو یہ کرنے کے بغیر ناقص رہے گی
 نیز یوحنا یسوع کی محبت پر آخر تک شک کرتا رہا (لوقا ۲۴) کیونکہ اس نے یسوع کو اس گروہ میں
 سے جو اپنے گناہوں کے اقرار کے لئے اسکے پاس آیا تھا ایک معمولی شخص سمجھ کر تشبیہ دیا تھا۔
 ماسہ ان مامور کے کہ یسوع نے خود گناہوں کا اقرار کیا اور نیز اپنے مرشد یوحنا پتیسمہ میں
 والے کے پاس اقرار کیا۔ انجیل میں اسکے کئی ایک دیگر اقوال و افعال دیکھے جاتے ہیں جن سے
 اس کی مصدقیت بالکل یلیامیٹ ہو جاتی ہے اول اسے شراب پینے کی عادت تھی لوقا ۲۴
 و کیونکہ یوحنا پتیسمہ دیتے وہ لایا جو نہ روٹی کھاتا اور نہ مے پیتا ہے۔۔۔۔۔ ابن آدم کھاتا پیتا آیا اور
 تم کہتے ہو دیکھو ایک کھاؤ اور مے خوار محصول لینے والوں اور گناہ گاروں کا دوست اس لئے
 اسنے اپنی تعلیم اور نمونہ سے لاکھوں جانوں کو بٹا کر دیا جو شراب کا شکار بن گئے ہزاروں خاندان
 اس زہر سے ہلاک ہو گئے اور اس طوفان کو بجائے روکنے کے یسوع نے اور بھی جوش دیا تا وجود
 جان اور مجروح ہونیکے اس کی آشنائی بعض بدکار عورتوں سے تھی جو ہمیشہ اسکے پاس رہتی تھیں بلکہ ایک
 جگہ وہ بدکار عورتوں کی تعریف بھی کرتا ہے متی ۲۳۔ اسنے ایک کنجی سے عطر ملوایا جو اس کی حرام کاری
 کی کمائی تھی اور اداؤں اس عورت کو اپنے جسم سے جسم لگانے کی اجازت دی لوقا ۲۴ وہ اپنے والدین
 کی بے ادبی کرتا تھا اور اپنی مان کی اس نے بے ادبی کی۔ (متی ۲۳) جو شریعت موسوی کی مطابق
 سخت گناہ ہے۔ اسنے ایک بیگناہ شخص کو جسنے اسے کچھ نقصان نہ پہنچایا تھا۔ قریباً دو ہزار
 سو روپے کا کوئلہ گروا۔ مرقس ۱۱۔ اس نے اپنی حاضری میں اپنے شاگردوں کو بغیر رضا مندی
 مالک کے ایسی چیز کھانے کی اجازت دی جو شرعاً ناجائز تھی اور جس واقعہ پر تینوں معتبر انجیل متواتر
 ہیں (متی ۲۳ مرقس ۱۱ لوقا ۲۴)۔ اسنے یہودیوں کے بزرگوں کو سخت گالیوں دیں اور بہت
 نامناسبہ۔ خطرات کی عزت پر کئے جیسا آگے بیان ہوگا۔ اسنے تمام انبیاء اور اولیاء کو جو اس
 پیشتر گذر چکے تھے پورا در بٹا کر کہا (یوحنا ۱) اور اس بات کا خیال نہ کیا کہ اسکی تمام تعلیم ہمیں
 سے چرائی ہوئی ہے اسنے خدا کی مرضی کے خلاف دعا مانگی جبکہ اسے یقین تھا کہ اسکی موت اٹل نہیں

جکتی پاس نے اس چور سے وعدہ خلافی کی جو اس کے ساتھ صلیب پر لٹایا گیا تھا۔ جیسی تہمتیں
ظاہر ہے کہ یسوع نے چور کو کہا۔ "آج تو میرے ساتھ بہشت میں ہو گا" لیکن یسوع خود تین دن
دورخ میں رہا اور یہ بھی شک کیا کہ اسے کہہ دیا وہ چور کو بھی دورخ میں ساتھ لے گیا یا نہیں بہشت
میں جانے سے تو وہ ناکام رہا پس کم سے کم اسے مناسب تھا کہ اس چور کو دورخ ہی میں لے جائے۔
اس سوال کا جواب عیسائی مشنریوں کے ذمہ ہے انجیلوں نے صرف یہ پایا تھا کہ یسوع نے
وعدہ کا خلاف کیا کیونکہ وہ مصلوب ہوئے کے بعد کئی روز اور بعض روایتوں کے موافق چالیس روز
زمین پر رہا یا عیسائی تعلیم کے بموجب دورخ میں اتر گیا اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ یسوع چور
کے ساتھ پہلے بہشت میں گیا ہو اور اسے وہاں چھوڑ کر زمین پر یا دورخ میں اتر چکا ہو کیونکہ یوحنا
۱۱:۴ میں وہ صاف صاف کہتا ہے کہ "میں ہنونا و پر اپنے باپ کے پاس نہیں گیا۔"
یسوع کی ایک اور وعدہ شکنی بھی انجیلوں سے معلوم ہوتی ہے اس نے وعدہ کیا تھا کہ ابھی
یہ نسل گزر نہ جائے گی کہ ابن آدم جلال کے ساتھ آئے گا۔ مگر افسوس کہ یہ وعدہ بھی جھوٹا نکلا اور وہ لوگ
جنکو مسیح نے واپس آکر دیکھنا تھا اور ان کے دیدار سے دل ٹھنڈا کرنا تھا۔ وہ سب کے سب مرٹ گئے
اور ان کے بیٹے اور پوتے وغیرہ سب مر گئے اور انیس برس کے قریب ان کے مرنے پر گزر گئے تو اب دوبارہ
آمد میں یسوع مسیح کو کیا خوشی ہوگی اور کس کو دیکھ کر انھیں ٹھنڈی کر دیا گیا انکی قبر کو دیکھے گا۔
یا ان کی اجڑی ہوئی بستیوں کا نظارہ کوے گا۔ افسوس کہ ان لوگوں کی زندگی جنکو یہ وعدہ دیا گیا تھا۔
کس مایوسی میں گزری ہوگی اور پھر موت کے وقت انکو کیسی کسی حسرتیں سامنے آئی ہوگی۔
سب سے بڑا گناہ جو انجیلوں کے رو سے یسوع پر عائد ہوتا ہے اس کا خدا کی کا دعویٰ کرنا تھا جو اس
بات کے کہ اسکو یہ علم تھا کہ وہ میریم کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور خون حیض سے اس کے اعضا بنے ہیں
اور ساری انسانی کمزوریاں ہو یا ان اہل چارباں اور بھوکے پاس کی تنگیان اس پر وارد ہوئی
ہیں یہ یہودہ دعویٰ ایک بڑا نقص ہے جو اس کی فہم اور عقل میں پایا گیا ہے چاہے تھا کہ وہ خدائی
کا دعویٰ اس وقت کرتا جبکہ خدائی کی طاقتیں اپنے اندر پاتا یہ کہ یہودیوں سے مارین کھانا احکام
کی عدالتوں میں کھینچا جاتا غم نہ جان کھیتی بھوک سے جان نکلنے کو ہوتا یا اگر خدائی کے دعویٰ

کہتے ہیں کہ یہ کہا جائے کہ اس نے معجزات دکھائے تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ اس نے دکھائے اور کیوں جانے
 نہیں کہ جن دن کی ان کہانیوں کی طرح جو پورانوں میں موجود ہیں یہ بھی کہانیاں ہوں مردہ کا زندہ
 کرنا تو ایسا حیرت انگیز معجزہ ہے کہ اگر ہوتا تو اس سے اسرائیل کی قوم میں ایک شوشہ مچ جاتا اور سب
 یہودی روتے روتے پیروان پر آگرتے نہ یہ کہ ان کے پیروں میں زنجیر ڈالتے اور حوالات میں کرتے
 اور آخر بڑی بے رحمی سے صلیب پر چڑھا دیتے اور اگر فرض کے طور پر کوئی نشان ظاہر ہوا ہو تو
 وہ صرف صحت نبوت کی دلیل ہوگی نہ کہ خدائی کا کوئی نشان کیونکہ اگر نشانوں سے خدائی ثابت ہو سکتی
 تو ایلیاہی کی خدائی بوجہ اولیٰ ثابت ہو جاتی وجہ یہ کہ اسلاطین اور روملاطین میں ایلیاہ کے استدر
 نے عیسویت اور اقتداری معجزات کا ذکر ہے کہ مسیح کی نسبت ذکر کیا حواری شاہد یہ بھول گئے ایلیاہ نے
 اپنے پیٹ سے پیٹ لگا کر ایک مرد کو زندہ کر دیا۔ ایک عورت کو اسکے ایک پاؤ آٹے میں یہ برکت
 دی کہ وہ اخیر عمر تک ختم نہ ہو سکا اور دشمن جب دسکو پکڑنے گئے تو وہ دفعہ پچاس پچاس آدمی
 کو صرف نظر کرنے سے ہلاک کر دیا اور بادشاہ کو یہ کہا کہ قبل اسکے کہ تو پلنگ کے نیچے اترے
 تیری جان نکل جائے گی۔ مگر مسیح پلاطوس کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکا۔ اور پھر آخری وقت میں عزت
 کے ساتھ رتھ پر سوار کر کے آسمان پر اٹھایا گیا مگر عیسوع مسیح کی نسبت ثابت نہیں کہ وہ آسمان
 پر کہیں جاتے وقت ایک گدھے پر بھی سوار کیا گیا ہو اور پھر جب ایلیاہ دوبارہ دنیا میں نازل
 ہو گا تو ثابت کر دے گا کہ ایسا مسیح جھوٹا تھا جو اسکے پہلے آگیا غرض خدائی کا دعوے ایک بڑے
 گناہ کا ارتکاب ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر اس کا خدا ہونا اسکے بزرگوں کو جن میں بنی اور کاہن بھی تھے
 پہلے سے معلوم ہوتا اور وہ جانتے کہ وہ تین خداؤں میں ایک ہے اور کتابوں میں ثلاث علیٰ جبر ملتی تو پھر
 کیا مصیبت پڑتی تھی کہ اس کی مان کے تارک ہوئی حالت میں یہ بے ادبی کرتے کہ اسکے لیے
 کوئی خداوند تلاش کر کے خواہ خواہ بے باپ پیدا ہونے کی بدعت پر شک طالع دیے اور مریم کو نذر
 شکنی کی مجرم ٹھہراتے اور اس کا کلام کرتے اور اپنے خدا کی مان کو کسی دوسرے کی جو روپالتے
 اور پھر جب مسیح پیدا ہوا جو اسکے زعم میں خدا تھا تو خدا کے قصہ کرنے کی اہمیت کیا ضرورت تھی
 اسکے گوشہ نشین کا تو سب حصہ خدائی کے رنگ سے رنگین تھا اس کا ثنا تو ہرگز مناسب نہ تھا۔

اور اگر کاٹا گیا تھا تو تبرک کی طور پر رکھنا چاہئے تھا ختنہ کی اصل جڑ یہ ہے کہ تا اس بات کا اثبات ہو کہ جس طرح وہ زائد گوشت کاٹا گیا اسی طرح اس عضو کی ناجائز گردن کشیوں پر خدا کے حکم کی تیز چھری چلائی جائے کہ وہ بے اعتدالی اس کی کٹ جائے اور یا بعض اسلئے بھی ختنہ کرایا کرتے ہیں کہ تا پیشاب نہ رکے کیونکہ اس مرض کو ختنہ کرنا فائدہ کرتا ہے لیکن مسیح کی نسبت نہ تو یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ بزرگوں نے اسلئے اسکا ختنہ کرایا تھا کہ تا شہوات و حشیانہ جوش کم ہو جائے جیسا کہ غیر مختون قومین ہوتا ہے اور نہ یہ خیال کیا گیا ہے کہ اسکا پیشاب بند ہونیکا اندیشہ تھا اسلئے ختنہ کرایا گیا ہے

پھر یسوع مسیح کا یہ قول جو متی باب ۲۱-آیت ۳۱ میں درج ہے کہ یسوع نے انسے یعنی یہود کو حکام کو کہا میں تم سے پہلے کہتا ہوں کہ محصول لینے والے اور کسبیاں تم سے پہلے خدا کی بادشاہت میں داخل ہوتی ہیں یہ خطاب یہودیوں کے مولویوں اور فقیہوں اور فریسیوں کو تھا جسکا دوسرے لفظوں میں خلاصہ یہ تھا کہ اے مولویوں اور فقیہوں اور بنی اسرائیل کے عالمو اور موسے کی گدی پر بیٹھنے والو کنجریان جو ہمیشہ زنا کرتی۔ اور حرام کی خرچی پر گزارہ کرتی ہیں وہ تم سے بہتر ہیں اور وہ تم سے پہلے بہشت میں جائیں گے یہ اس قدر سخت کلامی اور بدہمتی ہے کہ شاید اس سے بڑھکر دنیا میں نہ ہو اور کیا حقیقت میں یہودیوں کے علماء اور فقہار اور انکے ربائی مولوی جن میں سے بعض حضرت مسیح کے استاد بھی تھے وہ کنجروں سے بدتر تھے ایسا کلام اگر اس زمانہ کے مولویوں یا پڑھتوں کی نسبت کہا جائے تو وہ گلے کا مار ہو جائیں اور کوشش کریں کہ اول تو خود ور نہ عدالت کے ذریعے سے اسکو سزا دلایں کیا آپ گمان کر سکتے ہیں کہ یہودیوں کے ان علماء کی طرح ان مولویوں میں بھی صبر ہے کیا وہ ایسے بزرگان کو کسی قانونی تنگنہ میں نہیں لائینگے اور کیا وہ اسکی سزا دہی کیلئے عدالت تک استغاثہ نہیں پہنچائینگے پس اس وثابت ہوتا ہے کہ یہودیوں کے مولوی بہت ہی خلیق اور برو باز اور حلیم اور درگزر کرنے والے تھے جو باوجود خدا و عزت اور مرتبت کے کہ انہیں سے بعض رومی گورنمنٹ میں کرسی نشین رہیں بھی تھے پھر ایسے سخت کلمات بلکہ گندی گالیاں سنکر بھی بہت برداشت اور درگزر کرتے رہے کیا مسیح کو مناسب تھا کہ اپنی سخت گوئی کو اس حد تک پہنچاتا کہ تمام معزز مولویوں اور فقہار کا نام کفر و کتا فرض کیا کہ مسیح کے برابر انکا تقوے نہیں تھا گو مسیح کی شرانجامی یاد کرتے ایسا فرض کرنیسی بھی ہمیں شرم آتی ہے لیکن تاہم اگر بطور فرض بحال مسیح کو تقوے سے کچھ زیادہ حصہ دیا جائے تب بھی

مسیح کا ایسا کہنا بیجا تھا کیونکہ آخر علماء یہود موسے کی شریعت کے وارث تھے کیا قیاس میں آسکتا ہے کہ وہ سب کے سب خراب ہو گئے تھے اور اس لائق ہو گئے تھے کہ انکو کبچر کے نام سے پکارا جائے ماسوائے اسکے کہ تہذیب کے بعد یہ کہ جس شخص کو نہ صرف نبی مانا گیا بلکہ خدا کی کاجام بھی پہنایا گیا ہے وہ شریف انسانوں کا نام کبچر رکھے اس سے تو یہ صاف ثبوت ملتا ہے کہ یہودی بڑے ہی بردبار اور علیم اور بااخلاق تھے کہ باوجود اسرائیل کی اولاد ہونے اور انبیا ازادہ ہونیکے اور باوجود ان دجاہتوں کے جو گورنمنٹ رومی میں انکو حاصل تھیں پھر ایسے نالائق الفاظ کی برابر ساڑھے تین برس تک برداشت کرتے رہے جس میں انکی خدا داد عزت اور مرتبت کی سخت کسر شان تھی درحقیقت کوئی بھی ایسا گندہ اور سخت لفظ باقی نہیں رہا جو انکے معزز علماء کے حق میں اس شخص نے نہیں بولا کبچر انکا نام رکھا حرام کار انکو کہا کبھی غصہ میں آکر سور کے نام سے انکو موسوم کیا اور کبھی کتے کتے کر کے پکارا اور کبھی سانپوں کے بچے اور کبھی گدھے اور کبھی اندھے انکو کہا گیا اور مسیح کا گدھے پر سوار ہونا بھی یہی رمز تھی کہ یہودیوں پر سے غلبہ ہو گا۔ اور حق نادان کذاب و غاباز بے ایمان ریاکار رشوت خوار علماء یہود کو کہنا یہ تو ہر وقت گویا انکی نسبت یسوع کی زبان پر جاری تھا تو کیا استفہ کالیان اور پھر سخت کالیان یہود نے بھی کبھی یسوع صبح کو دین اسکا ثبوت ایک ذرہ بھی انجیل میں نہیں پاؤ گے تو کیا یعوب کی بات نہیں کہ جو شخص اخلاق سکھانے آیا تھا اس کی زبان پر ہر وقت کتا بلا سوئے حرام ازادہ بے ایمان کبچر جاری رہے اور انے ادنے بات پر چڑھ کر لوگوں کو ہمیشہ کا جہنم انعام دے اور جنگو بااخلاق سے ہٹم کیا جائے وہ سخت گویوں پر صبر کریں اور چین اور چپ رہیں +

ہاں یہود کے نامدار علماء نے مسیح پر کفر کا فتوے لکھا اور تمام معزز علماء نے اس تکفیر پر اتفاق کیا سو یہ فتوے گالی میں داخل نہ تھا بلکہ جو کلمات کفر یسوع صبح کے منہ پر جاری ہوئے ہیں اسکا نسبت علماء کی خدمت میں استفسار پیش کیا گیا اس استفسار کا موسوی شریعت کے رو سے یہی جواب تھا کہ ایسے کلمات منہ پر لانیوالا کافر بلکہ واجب القتل ہے تو اس میں یہودیوں کا کیا قصور تھا مسیح نے خود تورات کی تعلیم کی مخالفت کی یہاں تک کہ اسکا معاملہ پردہ پوشی اور تاویل کی حد سے بہت آگے گزر گیا۔ آخر علماء یہود کو اسکی نسبت کفر کا فتوے لکھنا پڑا اور اگر کفارہ کی بات کچھ سچائی رکھتی ہے تو یہود پر یہ اعتراض بھی سچا نہیں کہ یسوع کو سولی دیا کیونکہ انکے ذریعہ سے یسوع مسیح کی وہ مراد حاصل ہو گئی جسکے لئے وہ آیا تھا جس بات کو

اپنے چاہا بیٹے نے چاہا۔ روح القدس نے چاہا اور وہ اس سے گنہ گار نہ ہوئے تو پھر اگر یہودیوں نے
 بھی اسی بات کو چاہا تو وہ کیوں گنہ گار ہو گئے کیا نیکی کبھی گنہ میں بھی داخل ہو سکتی ہے وہ اس بات میں
 لکھتے تھوڑے ہیں یہ تو کثرت رائے سے فیصلہ ہو گیا اور وہ نیکی کے معین تھے نہ بدی کے جو کام ہونے
 کیا اس میں تو سارے جہان کی بعد الی تھی۔ تھوڑا بہت یہود اس کی طرف نے ان کا ہاتھ بٹایا یا قی حواری
 شائد کفارہ کے مسئلہ کے قابل نہ تھے کہ ایک ساعت بھی ٹھہرنے کے مگر ان کا کیا گناہ حضرت مسیح بھی اس راہ
 پر قائم نہ رہ سکے صرف یہود نے اپنے صدق کو بنا کہ بہر حال صلیب پر چڑھا دیا
 مگر مسیح صدق پر قائم نہ رہ سکا۔ ایللی ایللی کہے چین مارنی شروع کر دیں اور صلیب بچنا چاہا مگر وہ
 اقرار کے بعد انکار تھا اس لئے قابل سماعت نہ تھا اور پھر خدا کا یسوع مسیح کو زندہ کر کے دور دراز ملک میں
 پہلے آسمان سے بھیج کر کہیں آگے پہنچا دینا یہ دوسرا اس بات پر قرینہ ہے کہ خدا یہودیوں کی اس
 کارروائی پر کچھ ایسا ناراض نہ تھا صرف اس قدر خیال میں آ سکتا ہے کہ خدا نے موت کی سزا کو جو
 یہودیوں نے دی تھی جس دوام کے ساتھ بدل دیا یا تو اس لئے کہ جس دوام بعض صورتوں میں
 موت سے برتر ہوتا ہے کیونکہ کھانے پینے اور سونے اور پھرنے چلنے میں اس قدر تنگیان پیش آتی
 ہیں کہ بعض قیدی خود موت کی تمنا کرتے ہیں اور یا اس لئے کہ باپ خدا کو یہودیوں کی ناراضگی بھی منظور
 نہیں تھی اور نہ بیٹے کو ہمیشہ کے لئے سزا موت دے سکتا تھا پس جیسا کہ اعلیٰ عدالتیں ماتحتوں کے
 احکام میں کچھ تخفیف کر دیا کرتی ہیں اسی طرح یہ جس دوام عبور و زمین ایک قسم کی تخفیف سزا تھی
 اور یہ امر کہ کیون خدا نے پہلے آسمان پر ہی مسیح کو نہ رکھا آگے لیجا نیسے کیا فائدہ تھا مگر ہے کہ اس کا
 یہ سبب ہو کہ یہودی سحر یا بل میں بھی طاق ہو گئے تھے وہ اپنی ساحرانہ قوت سے پہلے آسمان پر
 پہنچ سکتے ہو گئے سو اس اندیشے سے کہ کہیں پھر وہ پکار کر صلیب پر چڑھا دیں پہلے آسمان سے
 آگے پہنچا دیا اور اس سزائے جس دوام کے بارے میں بھی خیال کر سکتے ہیں کہ چونکہ کفارہ کی
 تاثیر انکو ہمیشہ جاری رکھنے کے لئے دائمی تعذیب منظور تھی اور وہ موت کی حالت میں نہیں ہو سکتی
 تھی اس لئے جس دوام کی سزا دی گئی جس میں ہمیشہ بموک پیاس کی تکالیف اور غریبوں کی جدائی
 اور مل کی سزا قے شامل رہتی ہے اور اگر یہ جلا وطنی کسی غیر خواہی کی نیست آتی تو چاہئے

تھا کہ آسمانوں پر اٹھانے کے وقت یسوع مسیح کی والدہ اور باران حارین کو ساتھ ہی آسمان پر اٹھایا جاتا۔ تاہم لوگوں سے دلی تعلقات تھے ان کی ہمیشہ کی جدائی دل کو کیاب نہ کرتی رہتی اور اگر یہ منظور نہیں تھا تو ایسا تو ضرور کرنا چاہئے تھا کہ دو تین سال کے بعد ایک دفعہ زمین پر نازل ہونے کی اجازت دیر یا گرتا تا یہ ناگہانی جدائی اور پھر لاکھوں کوس کی دوری جان کو تحلیل نہ کرتی رہتی کچھ نہیں آتا کہ یہ کیا کارروائی کی گئی سزا تو یہود کو دینی تھی اٹلی یسوع کو دوبارہ دیدی انسانی فطرت میں یہ بھی داخل ہے کہ جب ایک مصیبت اور مشکل کی وقت میں رہائی یا تخفیف سزا کا وعدہ دیا جائے اور وہ وعدہ پھر پورا نہ کیا جائے تو اس سے بھی دل کو بہت ایذا پہنچتا ہے۔ گویا پہلی مصیبت دوبارہ تازہ ہو جاتی ہے اور اس کا نقشہ دل کے سامنے آ جاتا ہے اور یہ کارروائی ان لوگوں سے کی جاتی ہے جنکو ہر ایک پہلو سے عذاب دینا ہی منظور ہوتا ہے سوائے اس کے تمام برتاؤ یسوع مسیح سے کیا گیا اور زمین کا تو کو وقت تھا آسمان کا بھی کو وقت ہوا جب آسمان اٹھانے کے وقت کے قریب یسوع مسیح کو خبر دی گئی کہ مجھے لاکھوں کوسوں کی دوری پر پہنچا کر تمام بڑے عزیزوں اور والدہ سے مجھ کو کیا جائے گا تو وہ بہت غمگین ہوا اور ساری رات اس نے رور و کر دیا میں کہیں کہ میرے باپ یہ پیالہ مجھ سے ڈال دے اس کی مین برداشت نہیں کر سکتا اور والدہ کی جدائی اور عزیزوں کی ہمیشہ کے لئے دوری میری طاقت سے باہر ہے تو اس پر نشان دی گئی تھی کہ ہم جلد تر تھے والدہ اور دوسرے دوستوں کو ملا دینگے اور وطن دکھلا دینگے۔ اور ابھی یہ لوگ جنکو تو چھوڑ چلا ہے موت کا فرہ نہ چکھینگے کہ تو واپس آ جائے گا مگر افسوس کہ یہ وعدہ بھی مجھوتا ہی نکلا۔

غرض منجملہ نہایت مضبوط اور قوی اعتراضوں کے یسوع کی خدائی کا دعوے ہیں۔ اگر اس میں خدائی کی طاقت موجود تھی تو کیوں اس نے اپنی اس طاقت کو استعمال کر کے اپنی خدائی کاثبت نہ کیا۔ اور اگر الہی طاقت موجود نہیں تھی تو کیوں حضولی کر کے ایسا دعوے کیا جس کا کچھ ثبوت نہیں تھا اور اس بڑے کراور کیا گناہ ہو گا کہ انسان ہو کر خدائی کو ماتہ مارنا چاہا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس تہمت سے حضرت مسیح علیہ السلام کا دامن پاک ہے جس طرح دنیا میں صدائے انسان خدا بنانے کے لئے ایسا ہی ان لوگوں نے

جسکو مخلوق پرستی کی عادت تھی حضرت مسیح کو خدا قرار دیدیا جبکہ پتھروں اور نباتات کو نہیں انسانی
 طاقتیں موجود نہیں خدا کا ٹھکانا تو اس صورت میں انسانوں کو خدا بنانا بہت سہل تھا لیکن یہ
 عجیب بات ہے کہ جس قدر انسانوں کو خدا بنایا گیا خدا نے ہر ایک پہلو سے ان کی کمزوری اور ضعف ظاہر
 کیا مثلاً بدھ ایسا کمزور ثابت ہوا کہ بیوی اور بچوں کے حقوق کو بھی ادا نہ کر سکا اور شریعت کی دو بھاری
 جز میں سے جو حق العباد ہے اسکو بھلا دیا معجزات اور استجاب دعا کا منکر رہا جس کی ثابت ہوتا
 ہے کہ اسپر وہ راہ نہیں کھلی جو اہل التدریج کھلا کرتی ہے ایسا ہی راجہ راجندر کو خدا بنایا گیا آخر اسکو یہ صیبت
 پیش آئی کہ راجہ راوہ اس کی عورت کو نکال کر لے گیا اور سخت غم اور بے چہری اسکو اٹھانی پڑی اسی
 طرح حضرت مسیح کو خدا بنانے کی کوشش کی گئی اسکا نتیجہ ہوا کہ ان کی عصمت اور ان کی والدہ کی
 پاک و امنی پر وہ سخت حملے ہوئے جنکی نظیر تمام نبیوں کے سوانح میں نہیں پائی جاتی ایک یہ بھی
 حملہ ہوا کہ ان کی کوئی پیشگوئی سچی نہیں اور نشانوں کے دکھلا نہیں دے تالاب شریک غالب رہا جسکا
 انجیلوں میں ذکر ہے اس سے ثابت ہے کہ کسی شخص کو خدا ہی کا دعویٰ مبارک نہیں ہوا۔ اس زمانہ
 کے پادری صاحبوں نے حضرت مسیح کو خدا بنانے کے تمام نبیوں کی عیب گیری کرنا ایک فرض
 قرار دیدیا ہے انسانیت اور انصاف نہیں کہ ایک شخص بیباک ہو کر اور منہ بھاڑ کر خدا کے پاک نبیوں
 کی نسبت جو چاہے کہے اور جب کوئی دوسرا شخص اس سے بڑھ کر اسکے پیشوا کے عیب پیش کرے
 تب برا فروختہ ہو جائے اور عدالتوں تک پہنچے اسے نادانوں جب تم دوسروں کے مقدس
 نبیوں کے معجزات کو معجزہ نہ مانتا لے ایسا سخت صدمہ پہنچایا تھا جو اسکی وجہ یہودیوں کی نظر میں مسیح کے نشانوں کی کچھ بھی غفلت نہیں
 رہی تھی۔ درحالوم ہوا کہ اکثر لوگ جو مسیح پر ایمان لاکر پھر مرتد ہو گئے انکو ارتداد کی وجہ میں یہ ایک بھی وجہ تھی کہ اکیطرف تو مسیح کی
 پیشگوئیوں پوری نہیں ہوئی اور وہ انکو کا تخت اسکو ملا اور نہ اسنے یہودیوں کو انکو دشمنوں کی چھوڑ دیا اور نہ مسیح کو وعدہ کی موافق انکو انور و انشاؤں
 قادر ہو سکا اور دوسرے طرف جو معجزات کا دعویٰ تھا انہیں بھی عیسائیوں کو بہت سخت اٹھانی پڑی یہ وہ تالاب ایک ایسا لاکڑا قریب
 پیدا ہو گیا جس میں نسل کے انوع اقسام کے بیمار چھوٹے بچے تھے اس تالاب میں مسیح کے نشانوں کی غفلت اور غرت جاتی رہی اور کچھ تعجب
 کی جگہ نہیں کیونکہ شیعہ کے بعض حصوں میں بھی اب تک ایسا تالاب موجود ہے جن میں غسل کرنے بعض بیماریاں دور ہوتی ہیں اور ان میں وضع بدو
 ضلع مسافر کو علاقہ میں ایسا تالاب پیدا ہوا ہے جن میں غسل کرنے کو بھی چھوٹے بچے اور ہر سال اسپر لگتا ہے دیکھو یہ چیز سفی مدراس ۱۸۷۱ء

برہمچرون پر عیب لگاؤں گے تو اسکا یہ ضروری اور لازمی نتیجہ ہوگا کہ تمہارے نبی پر بھی عیب لگایا جاوے گا
اور جس پیام سے تم ملتے ہو اسی پیام سے تمہارے لئے بھی ناپا جائے گا تم اس ناپاک خصلت
سے کیوں باز نہیں آتے کیا یہ بھی عیسائی تعلیم کا ایک جز ہے تمہیں اس تصور سے بہت شرمندہ
ہونا چاہیئے تھا کہ تمہارے مذہب کا سارا دار ایک مرے ہوئے انسان کی فرضی زندگی پر ہے
اور اسی کو تم نے خدا بنا رکھا ہے پھر وہ شخص سچائی سے کیا حصہ رکھتا ہے جسکا خدا ایک قبر میں
بوسیدہ ڈیریاں پٹی ہیں۔ سو تم ایسے کمزور ہو کہ اسلام جیسے زبردست مذہب پر مفترانہ حملہ مت
کرو بلکہ چونکہ تم اپنے مردہ خدا کی وجہ سے سب کچھ بہتر یہی ہے کہ کسی مذہب کی بھی عیب گیری مت کرو
دراصل یہ گناہ پادری صاحبوں کا ہی نہ کسی اور کا کیونکہ پادری صاحبان تعلیم تو ہمیشہ کرتے
ہیں کہ اگر ایک کمال پر کوئی طمانچہ مارے تو دوسری بھی پھیر دو مگر اپنا شیوہ یہ بنا رکھا ہے کہ جب تک
مخالف کی دونوں گالوں پر بے قصور طمانچہ نہ مار لیں تب تک صبر نہیں کیا یہ طمانچہ مارنے سے
کم ہے کہ اپنے مخالفوں کے پیشواؤں پر طرح طرح کے جھوٹے عیب لگاتے ہیں اور بدزبانی سے دل دکھاتے
ہیں کیا اس طریق سے کسی سچی کامیابی کی امید ہے اگر زید بکر پر پتھر پھینکتا ہے اور بکر کے پاس اس
بڑھ کر پتھر موجود ہیں تو کیا وہ ان پتھروں سے زید کا سر نہیں کچلے گا یہ سب دنیاوی صورت پر
جھگڑے اور کینے ہو جائینگے۔ آپ گندی زمین پر کھڑے ہو کر جس میں نجاست تابزنو ہے دوسروں کے
مصفا فرش پر دروغ کا اتہام لگانا انہیں نادانوں کا کام ہے جو اپنا انجام نہیں سوچتے۔ دین اسی
حد تک دین ہے جب تک دیانت اور صبر اور راستنارائی ہونہ یہ کہ دن رات اس بات کی کوشش میں
ہیں کہ اقرا سے بہتان سے جھوٹ سے تحریف سے جعل سے جھوٹی کتابوں کے ذریعہ سے سیدھے
معنوں کے لگاؤں سے کسی خدا کے مقدس اور پاک نبی پر گنہ کا عیب لگایا جائے تاکسی طرح یسوع
مسیح بے گناہ ہو کر خدا بن جائے اور شیعہ قرار پاوے لیکن مسیح کے مخالفوں نے درحقیقت یہ
ثابت کر دیا ہے کہ یگناہ اور معصوم نام رکھانے میں جس قدر یسوع مسیح اور اس کی والدہ کو شکست
اور پیچیدہ اعتراضات کا سامنا پیش آیا ہے آدم سے لیکر اس دم تک کسی نبی کو ایسے ناپاک الزامات
کا نشانہ نہیں بنایا گیا ہے۔ پس اگر اس طرح کی عیب جوئی سے کچھ بن سکتا ہے تو بتلاؤ کہ ایسے

ایسے الزامات کے روئے کو نہ صاحب معصومیت کا مسح اور اس کی والدہ کے لئے باقی رہ گیا ہے۔
یہ اعتراض ایسے نہیں ہیں کہ کوئی شخص عقل اور انصاف اور نظائر قانون قدرت کا پابند ہو کر انکو
توڑ سکے پس جس مذہب کے پیشوا کی لائٹ قانون قدرت کے مخالف اور تعلیم صحیفہ فطرت کے مخالف
اور متعین کی عملی حالت - تقویٰ اور طہارت کے مخالف ہو کیا وہ بھی کسی دوسری قوم کو مہذب دکھائے
سکتے ہیں ؟ تمام نبیوں کے اتفاق سے یہ مسئلہ صحیح مانا گیا ہے کہ شرک سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں پس
جس شخص نے اپنی تمام عمر میں یہ سکھلایا کہ مجھے خدا کر کے مان لو اس کے اولیٰ درجہ کے گناہ ہونے
میں کس عقل مند کو شبہ ہو سکتا ہے ؟

پھر میں کہتا ہوں کہ توریت اور قرآن نے تو یہ سکھلایا کہ خون نہ کرو نہ پانی نہ مچھوٹی گواہی
نہ دے مگر میں نے یہ سکھلایا کہ میرے خون کے بھر دے سب کچھ کرو نیک چلنی کچھ چیزیں نہیں تمام نجات
کفارہ سے وابستہ ہے کیا اس نے گناہ نہیں کیا۔ جس شخص نے شراب پینے کی رسم کا بانی ہو کر کر دیا
انسانوں کو شراب کے دریا میں ڈبو دیا کیا اس نے نیکی کا کام کیا اور کیا وہ دوسرا شخص جس نے عرب کے تمام
جزیرہ کو جو شراب کے خطرناک سیلاب میں غرق ہو چکے تھے اس مہلک طوفان نجات دی۔
بالقابل اس بڑی نیکی کا حق دار نہیں ہو چکا۔ یہ دو انسان ہیں ایک نے شراب کا تقویٰ دیکر
بیشمار دنیا کو جو انیس سو برس سے آج تک چلی آتی ہے۔ طرح طرح کی ناپاکیوں میں ڈال دیا جن کا
تدارک غیر ممکن ہو گیا اور وہ سترہ صد سال کی رسم شراب خواری کا استیصال کر کے اس کو بدلتا ہے
کر ڈر باجا نہیں بچا لیں تو اب بتلاؤ کہ ان ثابت شدہ واقعات کو روئے بھی کون ہوا کیا یسوع یا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم۔ یہ کہنا کہ مرثیہ بعد یسوع نجات دے گا یہ محض ایک خیالی پلاؤ ہے۔ ہندو گرجا میں وغیرہ
سب اپنے اپنے پیشواؤں کو ایسا ہی گمان کرتے ہیں اب کون فیصلہ کرے کہ کس کا گمان صحیح ہے
ما بعد الدینا کا واقعہ تو کسی نے دیکھا نہیں لیکن ثابت شدہ واقعات کے روئے جو دنیا میں ہی
ثابت ہو چکے ہیں حقیقی منجی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے تاہم کیونکہ کر ڈر با انسانوں کو شراب
سوائے نجات دی نہ ترکشی کی رسم سوائے نجات دی نہ فحش و فجور کی رسم جو یورپ کی طرح عرب میں بھی پھیل گئی
تھی اس نجات دی۔ قمار بازی کی رسم جو یورپ کی طرح عرب میں بھی پھیل گئی تھی اس نے نجات دی۔

اسی طرح یہ یوں گناہ میں جو رسم کی طرح عرب میں شائع ہو چکے تھے جنکو کوئی گناہ نہیں سمجھتا تھا اس
 کامل انسان اور مرد خدا نے ان سے نجات دی۔ مگر مسیح نے تو بجائے نجات دی کہ اور بھی گناہوں میں
 پھنسا دیا کیا شراب پینے میں قمار بازی میں فسق و فجور میں انسان کے خدا بنانے میں دنیا میں
 عیسائیوں کی کوئی نظیر بھی ہے سو اب بتلاؤ کہ یہ تمام گناہ کس پر ہیں کیا ان گناہوں سے اس شخص
 کو کوئی حصہ نہیں جس کی ناقص تعلیم نے یہ نتائج پیدا کئے۔ پادری صاحبان ان سوالات سے عاجز ہر
 اپنی قدیم عادت کی وجہ سے زینب کے نکاح کا قضیہ پیش کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن سے ثابت ہے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زینب پر عاشق ہو گئے تھے اسکا جواب بجز اسکے کیا لکھیں کہ ایت
 علی الکاذبین قرآن شریف تو خدا کا کلام ہے اگر پادری صاحبان کسی حدیث صحیح سے بھی اس افترا
 کو ثابت کر دکھائیں تو ہم ہمیشہ انکو دس ہزار روپیہ دینے کو تیار ہیں پھر ہم کہتے ہیں کہ خدا کا نبی کہلا کر
 کسی بیگانہ عورت پر عاشق ہونا یہ واقعہ بھی تو حضرت مسیح کے خاندان سے ہی تعلق رکھتا ہے کیونکہ
 بقول پادری صاحبان داؤد نبی حضرت مسیح کا دادا تھا اور یہی کی جو رویت سبع پر عاشق ہو گیا۔
 اور نبی سبع وہ عورت ہے جو حضرت مسیح کی دادی یا نانی تھی اور بسنے بغیر کسی جبر کو خود اپنی شو قی داؤد ہی
 زنا کر آیا۔ مگر بقول پادری صاحبان ایسا ہونا کیا تعجب تھا انسان جو ہوئے لیکن تعجب تو یہ ہے کہ یسوع
 خدا کا بیٹا کہلا کر ایک اجنبی عورت پر عاشق رہ چکا ہے یہ وہ روایت ہے جو یہودی پیش کرتے
 ہیں جو بقول پادری صاحبان ایسے نیکیوں میں جنہوں نے اب تک تو ریت کا ایک نقطہ یا ایک شعلہ
 بھی تبدیل نہیں کیا اسلئے کہ ان کی تمام روایتیں بڑی صحیح ہیں دیانت دار جو ٹھہرے ۔

